U7525

لارڈ بیکن

یعنی

اُس کے حالات زندگی اور اُس کا فلسفہ

مصنفہ

ی محمد عبد الستّار صاحب فرنگی محلی مرحوم و مغفور

مرتبہ

ی محمد عبد الحلیم صاحب شرر ایڈیٹر دلگداز

بعد تکمیل و تہذیب

دلگداز پریس لکھنؤ مین چھپ کے

سنہ ۱۹۰۰ء مین

دلگداز بک ایجنسی سے شائع ہوا

۶۰۰ جلد

سستے مگر گران بہا اور قابل قدر تصانیف

یہ علم و فضل کی ترقی کا زمانہ ہے۔ اور ہر شخص گھر بیٹھے بلا زحمت اور بغیر مدارس کی طالب علمی کیے تمام امور اور جملہ مسائل مین بصیرت حاصل کر سکتا ہے۔ اب اس سے زیادہ کیا علم کی ارزانی اور تحصیل کی آسانی ہوگی کہ قصون اور ناولون ہی کے پیرایے مین انسان ہر قسم کا کمال حاصل کر سکتا ہے۔ اور اس دلچسپی کے ساتھ کہ کبھی طبیعت پر بار اور دماغ پہ زور نہ پڑنے پاے۔ اگر آپ کو اس آسانی سے اور یون بلا مشقت تاریخ اور دیگر قسم کے معاملات مین واقفیت حاصل کرنا ہے تو مندرجہ ذیل کتابون کی طرف ضرور توجہ کیجیے۔ جو نئے دور کی برکت اور موجودہ ہندوستان کا مایۂ افتخار ہین۔ لوگ ہندوستان کو جہالت کا الزام دیتے ہین۔ اس الزام کے اٹھانے کے لیے سب سے آسان ترکیب یہی ہے کہ ان دلچسپ کتابون کو پڑھیے اور پڑھائیے۔ اس کے بعد بھی چشم بصیرت وا اور نظر وسیع نہ ہو جاے تو ہم گنہگار۔

(تصانیف جناب مولوی محمد عبد الحلیم صاحب شرر ایڈیٹر دلگداز)

فلورا فلورنڈا۔ نہایت دلچسپ ناول۔ بہت کچھ سچا اور حد سے زیادہ عبرت ناک۔ قدیم مسیحیت کی اصلی تصویر مسلمانان اسپین کی متانت و انصاف پسندی ان صفحون کے سوا اور کہین نہین نظر آ سکتی۔

ایام عرب۔ وہ تمام و کمال ناول جو دلگداز ۱۸۹۸ع کے ساتھ حیدر آباد دکن سے شایع ہوتا تھا۔ جاہلیت عرب کے دلچسپ معنی خیز اور سراپا عبرت واقعات۔ اس سادی زمین کی سرگذشت جس پر بعد کو باغ اسلام کی داغ بیل پڑی۔ بہت دلچسپ اور نہایت بامذاق۔ جاہلیت عرب کے معرکے اور رسالت محمدی سے پیشتر کے عقائد و رسوم عرب اس خوبصورتی کے ساتھ اور ایسے دلکش الفاظ مین دکھاے گئے ہین کہ انسان عش عش کر جاتا ہے۔ پھر اس کے ساتھ لطف یہ کہ عربی حسن و عشق کے نمونے اپنے پورے کمال پر نظر آ سکتے ہین۔

فردوس بریں۔ عجب پر لطف اور حیرت مین ڈال دینے والے واقعات۔ جیتے جی فردوس برین کی سیر فرقۂ باطنیہ و اسماعیلیہ کی تاریخ۔ کوہسار طالقان کی ایک پرانی سلطنت الہیات کے نازک مباحث مگر اس قدر دلچسپی کے ساتھ کہ ہر شخص اور ہر مذاق والے کو لطف آ سکے۔ قابل انگریزی دانون اور نیز قدیم عربی مذاق کے علما کی عام راے ہے کہ اردو مین اس سے زیادہ دلچسپ ناول اس وقت تک نہین شایع ہوا تھا۔

ملک العزیز ورجنا۔ صلیبی لڑائیان۔ اسلامی

جوش حسن و عشق۔ قصہ ۹ نہین جیتی جاگتی تصویرین ہین

حسن انجلینا۔ وہ ناول جس مین روم و روس کی لڑائیون کے ساتھ ایرانیون کی دینی ہمدردی کا جوش بھی دکھایا گیا ہے اور آخر مین نا اتفاقی کے برے نتایج نظر آ سکتے ہین۔

منصور و موہنا۔ نرا مذہبی جوش۔ خالص قومی غیرت محمود غزنوی کے حملے اور ہندو مسلمانون کے ابتدائی تعلقات۔

شہید وفا۔ حسرت بھری داستان۔ قصہ ۹ نہین اندلس کی حکومت کا آخری دور۔ مسلمانون کی تباہی عیسائیون کا جور و ستم۔ حد سے گزرے ہوے جذبات عشق۔

ورجنیش نندنی۔ ایک بنگالی دلچسپ ناول کا ترجمہ نہایت ہی شستہ اور دلچسپ اردو مین

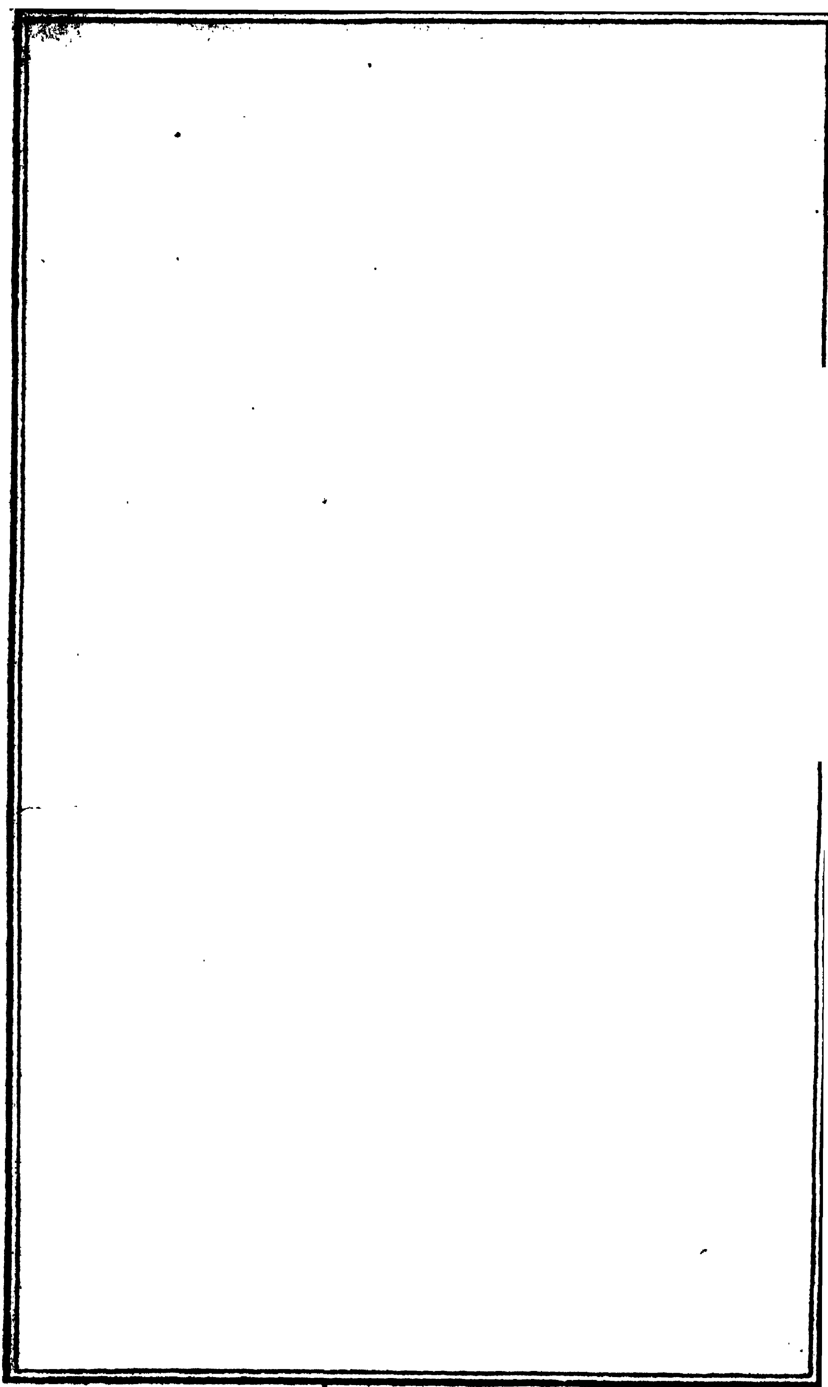
دلچسپ ہر دو حصہ۔ ہندوستانی معاشرت خاندانی جھگڑے۔ وطنی عورتون کی بے بسی اور انکا ضبط۔ ۱۴ر

دلکش ہر دو حصہ۔ ہندوستانی اخلاق کا اور ایک ایسا دلچسپ ناول جس کو انسان بغیر ختم کیے نہین چھوڑ سکتا۔

بدر النسا کی مصیبت۔ جو ترمیم و اصلاح کے بعد از سر نو چھاپی گئی ہے۔ اور لائق اور مشہور مصنف نے جس کی طرف اپنے قدر دانون سے خاص توجہ کی خواہش کی ہے۔ ۶ر



بانیٔ فلسفۂ جدید لارڈ بیکن - متوفی سنہ ۱۶۲۶ء



عرض

یہ مختصر رسالہ جو نیا نیا پبلک کے ہاتھ مین دیا جاتا ہے عجیب پرحسرت چیز ہے۔ اور شاید عبرت کا اس سے زیادہ موثر سبق انسان کو بہت کم مل سکے گا۔ حضرت مخبر صادق روحی فداہ نے منع فرمانے کے بعد لوگون کو زیارت قبور کی اجازت دی تھی۔ اور صرف اسلیے کہ "فانہا تذکرکم الموت" یعنی اس سے تمھین اپنی موت یاد آئے گی۔ یہی غرض اس رسالے کی مختصر تاریخ پڑھنے سے ہمارے دردمند دوستون کو حاصل ہو سکتی ہے۔

اس کے مصنف مولوی محمد عبد الستار صاحب فرنگی محلی ہین جن کا نام دلگداز کے قدردانون کے لیے نیا نہین ہے۔ اُن کے قیمتی اور دلچسپ مضامین سنہ ۱۹۰۰ء و ۱۹۰۱ء اور ۱۹۰۳ء عیسوی کے پرچہ ہاے دلگداز مین اکثر شایع ہوئے۔ اور نہایت شوق و دلچسپی سے پڑھے گئے۔ "رامائن کے سین" اور "دولت عثمانیہ کے فرشتۂ اقبال" "سلطان فاتح محمد ثانی کے حالات" ایسے نہ تھے کہ ہمارے دوستون کو بھول گئے ہون۔

اس سے بھی زیادہ دردناک اور پرحسرت پتہ ہمارا مشہور ڈراما "شہید وفا" ہے جو نہایت ہی جوش محبت اور سوز و گداز کے الفاظ مین ایک لائق دوست اور ہونہار نوجوان کے نام ڈیڈیکیٹ کیا گیا تھا۔

مگر افسوس! صد ہزار افسوس! کہ مولوی محمد عبد الستار اب دنیا مین نہین۔ وہ اُس عالم مین ہین جہان سب کو جانا ہے۔ اور جہان جا کے پھر کبھی کوئی واپس نہین

آتا۔ ہمارے حیدرآباد جانے کے بعد وہ الہ آباد ہائی کورٹ کے مترجم مقرر ہوتے
الہ آباد کی سکونت اختیار کی۔ اور چند سال کے بعد ایک دن صبح کو اپنے کمرے اور
اپنے پلنگ پر مُردہ ملے۔ اُن کے انتقال کا سبب آج تک کسی کی سمجھ مین نہین آیا۔
کوئی کہتا ہے دل مین درد اُٹھا۔ کوئی نہایت ہی سخت ہیضہ تجویز کرتا ہو۔ بہرتقدیر
موت چاہے جس بہانے سے آئی ہو آئی۔ اور بہت ہی بے وقت آئی۔ اسلیے کہ مرحوم کا
ہنوز عنفوان شباب تھا۔ اُنکی زندگی انہین کے لیے نہین ایک پورے خاندان
کے لیے اُمیدون اور آرزوٗن سے بھری ہوئی تھی۔ ماں باپ کو دولہن بیاہ لانے
کی تمنا تھے۔ دوست اُن کی صحبت سے جی بھر کے لُطف نہ اُٹھانے پائے تھے کہ
یکایک قضا کا تھپیڑا لگا۔ اور اُس سکوت واطمینان کے عالم مین جابسے جہان تک نہ
ہماری آہ وزاری کی آواز جا سکتی ہے اور نہ اُن کے ماں باپ کی بیتابی وبیقراری کی خبر۔
اِس رسالے کو اُنھون نے نہایت شوق کے ساتھ مکالے کے مضامین سے لے
کے لکھا تھا۔ ۵۶ صفحے تک چھپنے پائی تھی کہ مین حیدرآباد گیا۔ اور وہ الہ آباد۔ ارادہ تھا کہ
نواب یارجنگ مولوی محمد اکرام اللہ خان صاحب کے نام ڈیڈیکیٹ کی جاے گی۔ جو مرحوم
نوعمر مصنف کے حقیقی خالو تھے۔ چنانچہ نواب یار جنگ بہادر کو بھی اِسکے شایع ہونے
کی بڑی آرزو تھی۔ لائق بھانجے کے مرنے کے بعد بھی جب کبھی مجھ سے ملے اِسکے
شایع کرنے کا تقاضا کیا۔ مگر افسوس مین عدیم الفرصت تھا۔ پورے فرمے
بندھے ہوے میرے گھر مین رکھے تھے۔ اور غضب یہ ہوا کہ جسقدر چھپی تھی اُسکے
بعد کا مسودہ بھی نہین تھا۔ اسلیے کہ مصنف مرحوم کو ختم کرنے کی نوبت ہی نہین
آئی تھی۔ اب اِتنی مدت کے بعد مجھے اِسکی اشاعت کی طرف توجہ کرنے کا موقع ملا تو

نہ مسودہ تھا اور نہ خود مصنف تھے مجبوراً مین نے لارڈ مکالے کے مضامین مین جلین کی الف کو نکالا جسقدر حصہ باقی تھا خود ترجمہ کر کے اضافہ کیا۔ اور اب چھاپ کے شایع کرتا ہون۔ مگر آہ! اشاعت کی کب نوبت آئی ہے جب نہ مصنف باقی رہے۔ اور نہ وہ فخر کاکوری رئیس نواب یار جنگ جن کے نام ڈیڈیکیٹ کی گئی ہے۔

دنیا کی بے ثباتی کی اس سے زیادہ موثر تصویر کم نظر آئے گی۔ مین اس وقت سر جھکائے یہ سطرین لکھ رہا ہون۔ بار بار معلوم ہوتا ہے کہ جیسے مولوی عبدالستار مرحوم اپنی اسی قدیم بے تکلفی کی شان سے اور اسی خوبصورت چہرے کو بشاش بنائے سامنے بیٹھے ہین۔ شوق کی بیتابی سے بیخود ہو کے نظر اُٹھا دیتا ہون اور مایوس ہو کے رہ جاتا ہون کہ کہین پتہ نہین افسوس مین نے کبھی اپنے کسی عزیز کے مرنے پر بھی ایسا صدمہ نہ اُٹھایا ہوگا جیسا کہ عبدالستار مرحوم کے مرنے کی خبر سن کے اُٹھایا۔

عبدالستار کیا تھے؟ کیسے تھے؟ اور اُن سے کیا کیا اُمیدین تھین؟ یہ ایسی باتین ہین جنکا خیال آنے سے دل مین چوٹ لگتی ہے اور ایسا بیتاب کرنے والا درد پیدا ہوتا ہے جس کی دوا بھی وہین ہے جہان عبدالستار ہین۔ فرنگی محل کی تاریخ مین سب سے زیادہ روشن نام مولوی عبدالعلی بحر العلوم کا ہے۔ جن سے اچھا معقولی اور جن سے زیادہ طبع خداداد پانے والا لکھنؤ کیا معنے خاک ہند کو بھی اسلامی دور مین کم نصیب ہوا ہوگا۔ انھین کی نسل مین مولوی عبدالستار مرحوم تھے۔ جو شرف کہ فرنگی محل کے موجودہ بزرگون مین بہت کم کسی کو نصیب ہے۔ مولانا بحر العلوم اصولی و معقولی دنیا کے مجدد تھے۔ اسی طرح مولوی عبدالستار نے بھی باوجود عربی تعلیم کا

سلسلہ پورا نہ کر سکنے کے محض اپنی انگریزی اور مغربی لیاقت کی بنا پر ایسا کام شروع کیا تھا اور ایسی غرض حاصل کرنے پر کمر ہمت باندھی تھی کہ اگر زندگی وفا کرتی اور موقع ملتا تو ایک دوسری نوعیت کی تجدید کرتے۔ اور بے شک فرنگی محل والون کے حق مین ایک زبردست مجدد بن جاتے۔

فرنگی محل ایک مدت سے منطقی تعلیم اور عربی فلسفہ کا اسکول بنا ہوا ہے جس لائن پر اور جس شان سے یہ لوگ اپنی معقولی ترقی کو نباہتے چلے آئے ہین اُس شان سے بہت ملتی جلتی ہے جو کہ فیلسوفان یونان کی تھی۔ اِسی کتاب کے دیکھنے سے معلوم ہو گا کہ جن خیالات نے ہزار ہا سال تک قدیم یونانی و رومی فلسفیون کے دماغ مین چکر کھایا اور کوئی نتیجہ برآمد نہوا۔ اُسی طرح اور وہی خیالات ہزار نہین تو سو برس تک فرنگی محل والون کے دماغ مین چکر کھاتے رہے اور نتیجہ سوا فضول بحث بیکار الجھاؤن۔ اور بے سود خیالی عمارتون کے کچھ نہ تھا۔ جس طرح قدیم فلسفی غلط استقرار کے عادی تھے۔ اپنے علم و خیال کو عملی دنیا سے والبستہ کرنا گناہ تصور کرتے تھے۔ بعینہ اُسی کے مثل اُن کے یہ فرنگی محلی شاگرد بھی مقتدائی کو پیشہ بنا کے۔ اور پیشوائی کے مسند کو اپنے لیے مخصوص کر کے مفید کامون کی طرف توجہ کرنے انسانی تمدن کو فائدہ پہونچانے۔ اور دماغ انسانی کی حکومت وسیع کرنے کو ایک مجرم سمجھے ہوے تھے لہٰذا جو کام لارڈ بیکن نے قدیم فلسفیون کے ساتھ کیا وہی کام ہمارے گم شدہ نوجوانون اور مرحوم مصنف نے **بیکن کی لائف**۔ اُس کے اغراض فلسفہ جدید کی شان اور اُس کے فوائد و نتائج بتا کے اپنے شہر یا اپنی برادری کی معقولی دنیا کے ساتھ کرنا چاہا تھا۔ کیا عجب کہ جس طرح لارڈ بیکن کی کوششون نے یورپ کو خواب

غفلت سے جگا یا مولوی محمد عبد الستار کی کوششین فرنگی محل والون کو جگا دیتین۔
مگر افسوس آن قدح بشکست وآن ساقی نہ ماند۔

تاہم مرحوم کی اِس یادگار کو ہم مکمل کر کے شایع کیے دیتے ہین۔ اگر انصاف سے پوچھیے تو اُردو مین یہ نہایت ہی اہم اور مفید تصنیف ہے۔ ہندوستان کا موجودہ زمانہ ایک نہایت ہی ناقص حالت مین ہے۔ پرانے خیالات۔ پرانے علوم۔ اور پرانی باتون کی وہ اگلی کامیابی نہین باقی رہی۔ اور نئے علوم نے ہنوز اچھی طرح فتح نہین پائی۔ جو لوگ پرانے مذاق کی پابندی کا دعوے کرتے ہین اُن کے اخلاق و عادات مین جدید تہذیب کی بہت سی باتین داخل ہو گئی ہین۔ اور جو جدید تہذیب کے دیوانے ہین اُن سے ابھی بہت سے پرانے مذاق اور پرانے رنگ کی باتین نہین چھوٹین۔ لہذا موجودہ ہندوستان ایک عجب گومگو کی حالت مین پڑا ہوا ہے۔ نہ اُدھر مین ہے نہ اِدھر مین۔ ایسے نازک وقت اور ایسی خطرناک حالت مین ایک ایسے رسالے کا پیش کر دینا جو صاف طور پر اور وضاحت کے ساتھ بتا دے کہ فلسفۂ قدیم و فلسفۂ جدید یا اگلے اور پچھلے تمدن مین کیا فرق ہے نہایت ہی ضروری ہے۔

انگریزی تہذیب اور یوروپین علوم کو ہندوستان پر حکومت کرتے ہوئے تقریباً سو برس گذر گئے۔ اگرچہ دار العلوم اور یونیورسٹی کی بنیاد بعد پڑی۔ مگر اِس سے انکار نہین کیا جا سکتا کہ انگریزون سے ملنے جُلنے۔ اُنکے اخلاق و عادات کے حاصل کرنے اور برتنے سے پیشتر ہی اکثر لوگ انگریزی علوم و یوروپین معاشرت کے دلدادہ ہو گئے تھے۔ تاہم باوجود اِسکے اُردو زبان مین کوئی ایسی خاص تصنیف نہین موجود ہے جو بہت ہی سُلجھا کے اور بڑی صفائی کے ساتھ بتا دے کہ فلسفۂ قدیم و جدید مین کیا فرق ہے۔ کچھ

پُرانے مذاق والوں ہی کو الزام نہین دیا جاتا کہ جدید علوم کی برکتون اور خوبیون سے ناآشنا ہین۔ بلکہ موجودہ علوم سیکھنے والے بھی بالکل نہین جانتے کہ فلسفہ اور منطق کا قدیم مذاق کیا تھا اِس بارۂ خاص مین ہمارے نزدیک اِس مختصر رسالے سے زیادہ مفید کوئی چیز نہین ہوسکتی۔ اسلیے کہ اسکی بدولت آپکو نظر آجائیگا کہ پُرانے اور نئے علوم مین کیا فرق ہے۔ اگلے فلسفیونکا کیا مذاق تھا۔ اور پچھلے فیلسوفون کا کیا مذاق ہے۔ ہمارے علما و فضلا جن کے ہاتھ مین دینی اور قومی تعلیم کی باگ ہے اگر اِس رسالے کو ملاحظہ فرمائین گے اور غور سے پڑھینگے تو ہمین امید ہے کہ نئے خیال کے عالمون اور نئے اسکول کے طالبعلمون سے اتنے ناآشنا نہ رہینگے جتنے کہ فی الحال ہین

اگر اس رسالے نے لوگون کو متوجہ کیا۔ اور قوم نے اِن بلند خیالون۔ اور اِن ترقی کے ضروری قابل قدر اصول کو پسند کیا۔ اور ذوق و شوق سے پڑھا تو ہم کوشش کرینگے کہ کم از کم لارڈ بیکن کے مع ایس سنیرٹ کا ترجمہ بھی اُردو زبان مین شایع ہو جس کتاب نے یورپ کو موجودہ یورپ بنا دیا اُس سے یہ بھی امید کی جاسکتی ہو کہ موجودہ ہندوستان کو بہت جلد آئندہ ہندوستان بنا دے

ہم وطنو! اب مین اِس طولانی بحث اور خشک باتون کو ختم کرتا ہون۔ مگر رخصت ہونے سے پیشتر ایک مرتبہ پھر آپکو اپنے مرحوم دوست مولوی محمد عبدالستار کا نام یاد دلاتا ہون جنکا نام مجھے بہت عزیز ہے۔ اور اُنکی لیاقتون کے لحاظ سے اُمید ہے کہ آپکو بھی عزیز ہوگا۔ جب وہ الہ آباد کی خاک کے نیچے آرام کر رہے ہین تو ہم اُمید ہے کہ اُس مقام کے نام ہی کی برکت سے سہی خدا نے اُنھین اپنی جوار رحمت مین لے لیا ہوگا۔ لہذا دوستو! آؤ ہم سب درگاہ حضرت رب العزت مین دُعا کے لیے ہاتھ اُٹھائین۔ اُس نوجوان کی قبر پر سے پہلے فاتحہ کے پھول برسا دین۔ اور صدق دل سے دعا کرین کہ خداوندا اُس کی مغفرت کر جو ہمارا سچا دوست اور اپنی قوم کا سچا خیر طلب تھا۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمِ۔ راقم محمد عبدالحلیم شرر۔ مارچ سنہ ۱۹۰۰ع

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمہید

دسوین صدی عیسوی مین جبکہ اسلام کا خورشید اقبال بر سراوج تھا اور علم و فضل کے جھنڈے گڑے ہوے تھے اُسوقت تمام براعظم یورپ مین جہل کی تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ اگر علم کی روشنی نظر آتی تھی تو صرف اندلس مین۔ جہان مسلمان حکمران تھے۔ جس قدر نئے تصانیف اور جتنی تازہ ایجادین فارس۔ دمشق۔ قاہرہ یا اسکندریہ مین ہوتین فوراً اُنکا اثر اندلس تک پہونچ جاتا۔ فرمانروایان اندلس کیطرف سے ان مقامات مین ایجنٹ رہا کرتے تھے جو ہر تصنیف تازہ کی نقل فوراً سرزمین اندلس مین بھیجدیا کرتے۔ رفتہ رفتہ اندلس سے یورپ کے دوسرے ملکون مین علوم و فنون پہونچنے لگے یہانتک کہ علمی دنیا مین آج یورپ جس مرتبہ پر ہی وہ سب پر روشن ہی۔ اور اسمین کوئی شک نہین کہ یہ سب قدیم اندلسیہ علمی کے اسلامی دور کی برکتین ہین۔

+ دیکھو لوئس ہسٹری آف فلاسفی جلد ۲ باب ۲۔ ڈریپر۔ انٹلکچوئل ڈولپمنٹ آف یورپ۔

فلسفہ جب یونان سے رخصت ہوا تو کچھ زمانہ تک رومیون مین رہکر مسلمانون مین پونہچا تھا جب تک مسلمانون نے اُسکی قدر کی یا اُنمین اُسکے قدر کرنیکی قدرت رہی وہ اُنکے پاس رہا۔ لیکن دول اسلامیہ کے زوال کے بعد یورپ کے مسیحیون نے اسے فروغ دیا۔ ایک زمانہ تک یورپ کے مدرسون مین اسکا بہت کچھ چرچا رہا۔ حتی کہ دینیات مین بھی اسکو جگہ ملگئی اور صدہا کتابین شرح مواقف کے طرز کی یورپ کی متفرق زبانون مین تصنیف ہوگئین۔

چونکہ مسلمان زیادہ تر ارسطاطالیس کے متبع تھے اسلیے اُنکے شاگرد یورپ کے مسیحی بھی معلم اول ہی کا کلمہ پڑہتے تھے اور جو یورپ کی علمی اصطلاح مین اسکولیسٹکس کے نام سے یاد کیے جاتے ہین۔ حقیقت مین یہ فرقہ حکماے پری پیٹی ٹکس یا مشائین سے ہے۔ تقریبًا دس صدیون تک مذہب مشائین کا عروج رہا اسکے بعد اُسکو زوال آیا اور ایک ایسا شخص یورپ مین پیدا ہوا جسنے مذہب ارسطو کو بیخ و بن سے اُکھاڑ کے پھینک دیا۔ یہ فرانسیسی حکیم ڈی کارٹس تھا۔

جسطرح ڈی کارٹس کی ذہانت نے مسائل ذہنیات کی تحقیق مین انقلاب پیدا کر دیا تھا اسیطرح فرنسس لارڈ بیکن نے مسائل طبعیات کی تحقیق مین حکماے سابق سے انحراف کر کے انڈکٹو پرنسپلس یعنی اصول تصفح یا استقرا کو تحقیقات علمی مین رواج دینا ضروری خیال کیا۔ اس طریقہ کی پابندی سے جو کچھ علمی ترقیان خاصکر علم طبعیات مین ہوئی ہین اُن کا بیان کرنا تحصیل حاصل ہے۔ مگر استقرا کی زیادہ پابندی جو یورپ کے موجودہ علمی عروج مین نظر آتی ہے لارڈ بیکن اور ڈی کارٹس کے بعد عمل مین آئی ہے۔ یہ دونون فیلسوف باین ہمہ اجتہادات خود اس سے زیادہ نفع نہ اُٹھا سکے لارڈ بیکن نے اپنی کتاب نووم آرگینم مین استقرا کی پابندی پر بہت زور دیا ہے مگر خود شاید کثرت افکار کی وجہ سے اسپر جیسا چاہیے عمل نکر سکا۔ مگر اس مین شک نہین کہ اسکی ہدایت سے تمام علوم مین ایک انقلاب عظیم پیدا ہوگیا

مگر اس اصول سے متقدمین ناواقف نہ تھے۔ اسکا موجد جیسا یورپ کے عام لوگ خیال کرتے ہین بیکن نہین ہی۔ خود ارسطاطالیس ابونصر فارابی۔ بوعلی سینا وغیرہ کے تصانیف اسکے شاہد ہین۔ بیکن کو صرف اسکے رواج دلانے کا فخر حاصل ہی۔ میکالے نے اسپر نہایت خوبی سے بحث کی ہی۔ ہندوستان اگرچہ یورپ کے انقلابات علمی سے بہت کچھ واقف ہوگیا ہی۔ مگر جہان ہندوستان کی سرزمین نے لارڈ بیکن کے بہت سے متبع اور مقلد پیدا کردیے ہین وہان عام آبادی ہند خصوص اردو دانون مین ابھی بہت سے ایسے پڑے ہین جو اتنا بھی نہین جانتے کہ لارڈ بیکن تھا کون شخص۔ زمانہ کی تاکید ہی کہ انگریزی علوم کے ساتھ ہندوستانیون کو انگریزی فلسفیون کے حالات بتائے جائین۔ خصوص مسلمانون کو جو سارے یورپ کو اپنا علمی مقروض بتاتے ہین۔ اور جنکے اُس قرض کا خود انگریزون کو اعتراف بھی ہی۔ مین مختصر طور پر لارڈ بیکن کے سوانح عمری بیان کرنا چاہتا ہون۔ اسکے ساتھ یہ بھی بتاؤن گا کہ اس نادر شخص نے کیسا موثر جادو کردیا کہ چند ہی صدیون مین وہی ہمارے مقروض لوگ ایسے ہوگئے کہ ہمین اب جو کچھ تعلیم دیتے ہین وہ ہمکو بالکل نیا معلوم ہوتا ہی۔ چونکہ لارڈ بیکن کو دنیا سے دو قسم کے تعلقات مین ایک وہی تعلقات جو ہر شخص کو دنیا کے ساتھ ہوتے ہین۔ اور ایک علمی زندگی جسکو خاص فلسفہ سے تعلق ہی۔ لہذا مین اس رسالہ کو دو حصون پر تقسیم کرتا ہون۔ پہلے حصہ مین اس عظیم الشان فلسفی کے سوانح عمری بیان کرونگا۔ اور دوسرے مین دکھاؤنگا کہ فلسفہ پر اُسکا کیسا اثر پڑا۔

پہلا حصہ

ایک شخص فرینسس بیکن نامے ۲۲-جنوری ۱۵۶۱ء کو لندن کے محلہ اسٹرینڈ مین پیدا ہوا تھا- اُسکا باپ سر نکوس بیکن پہلے عہدۂ لارڈ کیپر پر سرفراز تھا- اسکے بعد چینسلر کا عہدہ اُسپر اضافہ کردیا گیا- اس معزز عہدے کو وہ قریب بیس برس کے عہد سلطنت ملکہ الیزبتھ مین سرانجام دیتا رہا- ملکہ اسکی بہت قدر و منزلت کرتی تھین- وہ ایک بہت ہی ایماندار اور فہمیدہ وزیر تھا- باوجود اس ثروت وجاہ کے اُسنے اپنا انداز کبھی نہ بدلا- اسکی دوسری بی بی این جو سر اینتھونی کوک کی بیٹی تھی اُسکے دو لڑکے پیدا ہوے ایک انیتھونی اور دوسرا فرینسس یہی دوسرا بیٹا ہمارے رسالہ کا موضوع ہی- جسکی ہم اسوقت لائف لکھنے بیٹھے ہین-

فرینسس لڑکپن ہی سے اعلی جوہر دماغی کا ثبوت دیتا تھا- ملکۂ الیزبتھ جو ایک نہایت تیز فہم عورت تھی اکثر اس لڑکے سے باتین کیا کرتی تھین اور اُسکی حاضر جوابی سے خوش ہوتی تھین- ملکہ نے اُس سے ایک مرتبہ اُسکا سن پوچھا اُسنے جواب دیا "حضور مین دو برس قبل حضور کی تخت نشینی کے پیدا ہوا تھا" ملکہ اسکی جودت و ذکاوت دیکھکر اکثر اسکو "میرا چھوٹا لارڈ کیپر" کے خطاب سے یاد کرتی تھین-

وہ بارھوین برس ٹرنیٹی کالج کیمبرج مین داخل ہوا اور ڈاکٹر وائٹگفٹ کے جو آخر کو کینٹربری کی آرچ بشپ (لاٹ پادری) ہوگئے تھے سپرد کیا گیا- سولھوین برس چار ہی سال مین معقول کی کتب درسیہ جو اُس زمانہ مین پڑھائی جاتی تھین ختم کرچکا تھا لیکن جو امر زیادہ تعجب انگیز

ہی وہ یہ ہی کہ اسنے ارسطاطالیس کے اجتہادات مین اور اس قدیم نظام فلسفہ مین غلطیان گرفت کی تعین اور تجویز کیا تھا کہ وہ عالیشان عمارت علوم کی جسکی بنیاد اُنیس سو برس پیشتر پڑی تھی اب اُسکو دوسری نیو پر قائم ہونا چاہیے اور کسی نئے مصالحہ سے اسکی نئی تعمیر ہونا چاہیے - جسکا ماحصل یہ ہی کہ اس زمانہ مین فلسفۂ مشائین کو تمامتر رواج تھا بیکن نے اس مذہب کو منسوخ کرکے اپنا نیا طریقہ ایجاد کیا - یہ غیر ممکن نہین ہی کہ اسکے دل مین یہ خیال اسکے نامور ہمنام فرائر بیکن کے تصانیف پڑھنے سے پیدا ہوا ہو - اُن دونون نامور فلسفیون کے اصول بہت ملتے جلتے ہین - اسکو توارد یا اتفاق کہنا کسیقدر مشکل ہی - جن لوگون نے دیکھا ہی جانتے ہین کہ فرنیسس کی کتاب نووم آرگنیم کے ابتدائی اصولون سے بہت زیادہ قریب اور مشابہ باتین فرائر کی کتاب اوپس میگنم مین ملتی ہین - ڈاکٹر ٹیلر صاحب لکھتے ہین کہ اگر راجر بیکن کے تصانیف بھی اُسی آسانی سے ملجایا کرتے جس آسانی سے فرنیسس کے تصانیف ملتے ہین تو آکسفورڈ کیمبرج سے نئے فلسفہ کی ایجاد پر لڑ سکتا - مگر اس سے فرنیسس بیکن کی لیاقت پر حرف نہین آسکتا - موجودہ تعلیم سے تقلید کی بیڑیان تڑانا - مدتہاے دراز کے تعصب کا مقابلہ کرنا - اور سب سے زیادہ دشوار کام یعنی یورپ بھر کے علما کو اس بات کا یقین دلانا کہ اُنکی اسوقت تک کی ساری محنت بیفائدہ اور بے سود تھی ان سب باتون کے لیے ایک غیر معمولی قوت اور ذہانت درکار تھی - اتنے بڑے تغیر اعظم اور ایسے کایا پلٹ کا مجرد خیال کرنا خصوصاً اوس زمانہ مین جبکہ خیالات فلسفۂ مشائی کے غلو کی بابت سب زمانون سے زیادہ مشہور ہی اخلاقی اعجاز کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہی - فرنیسس کی کامیابی کی فلسفہ کی تاریخ بھر مین کوئی نظیر نہین موجود ہی - بیکن کی یہ بڑی خوش نصیبی تھی کہ اس تغیر عظیم کو ترقی کرتے اُسنے اپنی آنکھون سے دیکھ لیا - اُسکے بعد کی نسل نے فلسفۂ جدیدہ کو تمام یورپ مین مروج پایا -

بیکن یونیورسٹی چھوڑکر اُس زمانہ کے دستور کے موافق سرامیس پالٹ سفیر انگلستان کے ہمراہ پیرس گیا۔ سفیر صاحب اس سے بہت خوش تھے۔ انہون نے ایک مرتبہ بیکن کو ایک نہایت ضروری اور پوشیدہ کام کے واسطے ملکۂ الیزبتھ کے پاس بھیجا اسنے نہایت کامیابی سے اُس کام کو سرانجام دیا اور پھر سفر یورپ کی غرض سے پیرس واپس آیا۔ اسکی طبیعت غور و فکر کیطرف بہت مائل تھی۔ اسی طبیعت نے بیکن کو یورپ کی جن متفرق قومون مین اُسکا گذر ہوتا اُنکے رسم و رواج کو بہ تعمق نظر تحقیق کرنے اُنکے حکمرانون کے چال چلن کا اندازہ کرنے اور ہر گورنمنٹ کے قوانین کے جانچنے کی طرف متوجہ کیا۔ انیسوین برس بیکن نے "حالات یورپ" کے نام سے ایک کتاب لکھی جسمین اسنے اپنی قوت فیصلہ کی پختگی کا نہایت ہی حیرت انگیز ثبوت دیا تھا۔

لارڈ کیپر نے جو فرنسس کو اپنی دوسری اولادون سے زیادہ پیار کرتا تھا اسکی غیبت مین بہت سا روپیہ جمع کیا تاکہ اسکا ہونہار بیٹا بے فکری اور اطمینان سے مشاغل علمی مین مصروف رہ سکے۔ مگر بمقتضاے "لِکُلِّ فَنٍّ اٰفَۃٌ وَّ لِلْعِلْمِ اٰفَاتٌ" وہ دفعتہً بغیر کسی وصیت نامہ کے مرگیا۔ اور بیکن کو اُس دولت کا صرف ایک حصہ ملا جو سب کی سب خاص اُسکے لیے جمع کی گئی تھی۔ اُسنے گورنمنٹ سے امداد چاہی۔ مگر تعجب معلوم ہوتا ہو کہ اسکی طرف کسی نے توجہ نہ کی۔ اسکی خواہشین کچھ زیادہ نہ تھین۔ اسکا خاندانی استحقاق گورنمنٹ پر بہت تھا۔ خود ملکہ کی اسپر عنایت تھی۔ اسکے خالو وزیر اعظم تھے۔ اسکی ذاتی قابلیت ایسی تھی کہ چاہے کوئی وزیر ہوتا اسکو خوشی سے عام ملکی خدمات مین لے لیتا۔ مگر افسوس اُسکو ناکامی ہوئی۔ اصل یہ ہو اور یہی اسکی ناکامی کی بنا ہو کہ ولیم سسل لارڈ برلے کو اس سے نفرت تھی وہ ہرگز نہین چاہتا تھا کہ بیکن کو ترقی ہو۔ اسکی وجہ یہ تھی کہ رابرٹ وزیر کا چھوٹا بیٹا فرنسس سے چند مہینہ

چھوٹا تھا۔ اسکی تعلیم مین بہت کوشش کی گئی تھی اور اُسے درباداری کے مراتب بھی سکھائے گئے تھے۔ وہ اُسوقت پبلک اسٹیج پر آنا چاہتا تھا۔ برلے کی یہ دلی تمنا تھی کہ اسکے بعد اسکی عظمت اسکا مرتبہ سب اُسکے نازپروردہ بیٹے کو ملے۔ لیکن برلے کی شفقت پدری بھی اُسکی آنکھ سے یہ نہ چھپا سکی کہ رابرٹ اپنے خالہ زاد بھائی فرینسس سے باوجود اپنی قابلیت اور تحصیل کے کسی طرح نہین مقابلہ کرسکتا۔ خیر جس وجہ سے ہو اگر تحقیق یہ ہے کہ بیکن کی الحاح وزاری نے اُسکی خالہ اور خالو پر کچھ بھی اثر نکیا۔ آخر مجبوراً اُسے اپنی کفالت کے واسطے کوئی پیشہ اختیار کرنا پڑا۔ اسنے قانون کو پسند کیا۔ اپنی عاجز طبیعت کی وجہ سے نہین بلکہ صرف ضرورت کی وجہ سے۔ مگر اس انتخاب کے بعد اُسنے اپنی پوری توجہ تحصیل قانون مین صرف کردی۔ جسے کہ آمین بھی وہ اپنے تمام ہمچشمون مین اعلے درجہ کا خیال کیا جانے لگا۔ وہ گریزان مین شریک ہوا تھا اور ابتدا ہی سے اپنے پیشہ کے لیے موجب افتخار اور اس فرقہ کے حق مین باعث زیب وزینت تصور کیا جاتا تھا۔ اسکے حسن اخلاق نے اُن تمام لوگون کو جنھین اس سے سابقہ پڑا تھا اپنا گرویدہ بنالیا۔

سنہ ۱۵۹۰ء مین اسکو شاہی کونسلی کا عہدہ مرحمت ہوا۔ اس عہدے کے ساتھ کوئی تنخواہ نہ تھی لہذا اسکو کسی قسم کی منفعت کے واسطے اپنے صاحب اختیار عزیزون کی خوشامد کرنا پڑی تاکہ اُسے محنت شاقہ سے نجات ملے۔ آخرکار سسل کا دل نرم ہوا اور کئی برس کے بعد بیکن کو سٹار چیمبر کی رجسٹراری نصیب ہوئی۔ بارسٹری کے پیشہ مین پھنسکر بیکن نے فلسفہ کو بالکل چھوڑ نہین دیا تھا۔ اور نہ طریقۂ مشائین مین تجدید اور تغیر کرنے کا قصد اُسکے دل مین ضعیف ہوا تھا۔ شاہی کونسلی مقرر ہونے کے بعد ہی اُسنے اپنی بڑی تصنیف کا مسودہ شایع کیا۔ یہ مضمون محفوظ نہین رکھا گیا لیکن اگر ہم اُس خط سے

جو اُسنے فادر فلگن میس کو لکھا ہی اور جسمین اس مضمون کا ذکر ہی اندازہ کرنے کی کوشش
کرین تو ہمکو اسکے ضایع ہو جانے پر افسوس کرنے کی چندان ضرورت بھی نہین ہی۔

۱۵۹۳ع کی پارلیمنٹ مین بیکن مڈل سکس کی طرف سے ممبر مقرر ہوا اور بہت
جلد اسپیکری مین شہرت بھی حاصل کر لی۔ یہان اُسکی خواہش ہوئی کہ گورنمنٹ اور عوام دونون
کو راضی رکھے۔ ایسی دو طرفہ ناموری و نیکنامی ذرا مشکل سے نصیب ہوتی ہی مگر بیکن کی
خوش نصیبی تھی کہ اُسکو پوری ناکامی نہین ہوئی۔ لیکن ایک مرتبہ محبت وطن کی آگ اُسکے
دل مین ایسی بھڑکی کہ اسنے گورنمنٹ کے خلاف ایک اسپیچ کہی جسپر ملکہ اور اُسکے تمام وزرا
سب برہم ہو گئے اور بیکن کو نہایت عاجزی کے ساتھ معافی مانگنے کی ذلت گوارا کرنا پڑی
اسکے بعد پھر کبھی بیچارے کو ایسی جرأت کرنے کی ہمت نہوئی۔

جب بیکن کو کامل یقین ہو گیا کہ اپنے صاحب اختیار عزیزون کی خوشامد سے
جنکی وہ بارہ برس تک خدمت کرتا رہا کسی فائدے کی امید نہین تو اُسنے دوسری طرف نظر
دوڑائی۔ الیزبتھ کے درباریون مین تھوڑے زمانہ سے ایک نیا شخص پیدا ہوا تھا جو
نوجوان۔ شریف۔ امیر۔ تربیت یافتہ۔ فصیح۔ شجاع۔ منچلا اور سب طرح یہ کہ ملکہ کا
مد نظر تھا۔ جو عالم اور سپاہی دونون کی سرپرستی کرتا تھا۔ جسکے سامنے برلے کی تجربکاری
کام نہین آتی تھی اور نہ اس حریف کے سامنے اُسکی دال گلتی تھی۔ رابرٹ ڈیویرو ارل
آف اسکس کی پولیٹکل زندگی سے اسوقت ہم بحث کرنا نہین چاہتے۔ اسمین جو عیب یا جو
خوبیان تھین ہم اُنکو نہین بیان کرتے ہم صرف اتنا بتانے پر اکتفا کرتے ہین کہ وہ شخص اپنے
دست نگرون سے جیسا برتاؤ کرتا تھا اسکی نظیر شاید بہت مشکل سے ملیگی۔ برخلاف عام محسنون
کے وہ اپنے احسانمندون کے دل مین جوش شکر گذاری ہی نہین بلکہ محبت پیدا کرنا چاہتا تھا

وہ کوشش کرتا رہتا تھا کہ جن لوگون کے ساتھ وہ ہمدردی کرتا ہی یا جنکی مدد کرتا ہو وہ لوگ اسکو اپنا برابر کا دوست خیال کرین۔ بیکن کی ذہانت اور اعلیٰ قابلیت دیکھکر اُسکی نظر توجہ اس ترقی کی راہین ڈہونڈہنے والے شخص کی جانب مائل ہوی۔ دونون مین نہایت دلی دوستی ہوگئی۔ اس دوستی کا جو کچھ نتیجہ ہوا وہ آیندہ صفحون مین معلوم ہوگا۔

۱۵۹۴ء مین اٹرنی جنرل کا عہدہ خالی ہوا اور بیکن نے اُسکے حاصل کرنے کی امید قائم کی۔ اسکس نے اپنے دوست کا کام گویا اپنا ہی کام قرار دے لیا۔ درخواست کی لڑا۔ وعدہ کیا۔ دہمکایا مگر سب بے سود ہوا۔ اسسل دونون باپ بیٹون کو بیکن سے نفرت تو تھی ہی ارل کی اس نئی دوستی کو دیکھ کے وہ اور بھی زیادہ مشتعل ہوگئے۔ باوجود ارل کی پوری کوششون کے وہ عہدہ دوسرے شخص کو دیدیا گیا۔ جب اس مین ناکامی ہوئی تو اسکس نے ملکہ کو گھیرا کہ جس طرح بنے بیکن کو عہدۂ سالیسٹر جنرل عطا کرین۔ اس مرتبہ بڈھے وزیر نے بھی ظاہرا کوئی مخالفت نہ کی۔ ڈیڑہ برس کی لڑائی کے بعد جسمین ارل نے اپنا پورا زور اور دباؤ صرف کر دیا تھا پھر ناکامی ہوئی۔ ایک اور شخص مقرر ہوگیا۔ اسکس کو اس ناکامی کا بڑا صدمہ ہوا۔ اُسنے اُسکے معاوضہ مین بیکن کو دو ہزار پونڈ کی زمینداری جو ٹوکنہم مین واقع تھی بطور جاگیر نذر کی۔

ابتدا ۱۵۹۷ء مین بیکن نے ایک چھوٹی سی کتاب اسسیز (مضامین) کی شائع کی۔ جس مین وقتاً فوقتاً وہ اور بڑھاتا رہا۔ اس کتاب کو مقبولیت عام حاصل ہوئی چندہی مہینون مین اسکے طبع ثانی کی ضرورت ہوئی۔ اسکا ترجمہ اطالیہ۔ فرانسیسی اور لاطینی زبانون مین ہوگیا اور مصنف کی علمی شہرت قائم ہوگئی۔ مگر قسمت نے ساتھ نہ چھوڑا شہرت مین گرچہ ترقی ہوئی مگر آمدنی اور گھٹ گئی۔ وہ بہت پریشان حال تھا۔ بلکہ ایک مرتبہ ایک سُنار کے تین سو

پونڈ کے بابت گرفتار بھی ہوا۔

لارڈ اسکس کی عنایت کم نہین ہوئی تھی وہ ہمیشہ اُسکی بہبودی کی کوشش مین رہتے تھے۔ ۱۵۹۶ء مین وہ اپنے مشہور و معروف سفر اسپین کو روانہ ہوے۔ سوار ہوتے وقت اُنھون نے اپنے کئی دوستون کو لکھ بھیجا تھا کہ میری غیبت مین بیکن کا خیال رکھنا۔ وہ بہت بڑی فوجی ناموری حاصل کر کے واپس آئے۔ مغرور وہ ہمیشہ کے تھے مگر اس کامیابی کے بعد انکا یہ عیب اُنکے دشمنون کی آنکھ مین اور زیادہ کھٹکنے لگا۔ لیکن اپنے دوست فرینسس بیکن کے ساتھ انکا وہی برتاؤ تھا۔ بیکن کے دل مین اب کسی دولتمند عورت سے شادی کر کے دولت حاصل کرنے کا خیال پیدا ہوا۔ چنانچہ ہیٹن نام ایک دولتمند بیوہ سے اُس نے پیام وسلام بھی شروع کر دیا۔ ہیٹن ایک وہمی اور بدمزاج عورت تھی جسکی بدمزاجیون سے اُسکے اعزہ بھی عاجز آگئے تھے۔ بیکن یا تو اُن عیوب شرعی سے ناواقف تھا یا مال کی طمع مین اُن باتون سے قطع نظر کرتا تھا۔ اسکس نے معمولی جوش ہمدردی سے اپنے دوست کی سفارش کی مگر بیکن کی خوش قسمتی سے یہ معاملہ بھی بیچ گیا۔ اُن لیڈی صاحبہ نے شادی نکرنا در کنار اوسپر ہر طرح سے نظر عنایت کی اول تو شادی ہی سے انکار کر کے اُس کا دل تھوڑا کر دیا دوسرے یہ اور لطف فرمایا کہ اسکے دشمن اور رقیب سے نکاح کر لیا۔ مگر اتنی ہمدردی کی کہ اُس بدنصیب رقیب سرایڈورڈ کوک کو خوب اچھی طرح اُسکی سزا کو پہونچایا۔

لارڈ اسکس منتہاے عزت کو پہونچکر تنزل کرنے لگے۔ وہ نڈر اور نفرت انگیز طریقہ جس سے وہ اپنے دشمنون کو دباتے تھے اُس نے اُنکے دشمنون کو اور بھی اُنکے خون کا پیاسا کر دیا۔ دربار مین اُنکا اثر گھٹنے لگا۔ ایسے نازک وقت مین وہ شخص جس سے اسکس اپنا درد دل کہتے تھے۔ جس سے صلاح لیتے تھے جسے اُنھون نے درمیان مین ڈالا تھا وہ اُنکا دوست بیکن تھا۔

بیکن نے اُنکو صلاح دی کہ وہ اٹرلینڈ کی گورنمنٹ نہ منظور کرین - اُنہون نے اس رائے کو نہ مانا - اور چلے گئے - افسوس اُنسے مہم سر نہو سکی - جسپر یہ اور غلطی کی کہ ملکہ کی محبت کے بھروسہ پر بغیر اطلاع دفعۃً چلے آئے - جسکا صلہ یہ ملا کہ دربار مین سردروئی نصیب ہوئی - تمام عہدے لے لیے گئے اور گھر مین نظربند کرکے بٹھا دیے گئے - بیکن نے کوشش کی کہ اِن مین اور ملکہ مین پھر صفائی ہو جائے - مگر یہ کام دشوار تھا - راستہ پُرخار تھا اور خطرے بہت - دو آتش مزاجونکو سمجھانا دل لگی نہ تھی - ایک طرف نوجوان ارل تھا - دوسری طرف چڑچڑی پیر زال ملکہ الیزبتھ تھین - چند روز تک تو وہ ایمانداری اور دل سے کوشش کرتا رہا - مگر جب اُسنے دیکھا کہ دوسرے کو بچانے سے وہ خود معرض خطر مین پڑا جاتا ہے - فائدہ کی کوئی صورت نظر نہین آتی اور مفت مین دونون سے بُرا ہوتا ہے - اور عقل سلیم نے اُسکو یہ بھی سمجھایا کہ لارڈ اسکس اب بربادی و تباہی سے بچ نہین سکتے تب اُسنے اپنے دل مین تجویز کر لیا کہ اب وہ اس بات مین کون سی روش اختیار کرے -

جب اسکس اٹرلینڈ کی بدانتظامیون کی جوابدہی کے لیے کونسل کے سامنے لایا گیا تو اُسنے دیکھا کہ بیکن اُس کا دوست اُس کا قدیمی احسانمند گورنمنٹ کی طرف سے پیروکار ہے - اس پر برافروختہ ہوکے وہ نوجوان امیرزادہ مایوسی سے تنگ آکر گورنمنٹ کے خلاف سازشین کرنے لگا - اور بغاوت کی کوشش کی - یہ دیکھکر کہ اُسکے دشمن اب اسپر غالب آئے جاتے ہین اوسنے زور بازو سے اپنی طاقت واپس لینے کا ارادہ کیا - ملکہ کے مشیرون کو نکالنے کی غرض سے اُسنے اپنے دوستون کو جمع کیا اور شہر کی طرف روانہ ہوا - اُسکا خیال تھا کہ لندن کی پبلک اُسکا ساتھ دیگی مگر کسی نے جنبش تک نکی - مشکل سے بھاگ کر وہ اپنے گھر پہونچا - وہان اُسنے ہتھیار رکھدیے - اب گورنمنٹ کی نظر مین وہ اِن سب امور کا مرتکب

ثابت ہوا۔ اسپر بغاوت کا جرم قائم کیا گیا۔ بیکن گورنمنٹ کی طرف سے وکیل تھا۔ اسنے اپنے دوست اپنے محسن اپنے سرپرست کو صرف سزا دلوانے ہی پر اکتفا نکی۔ اسنے اپنا تمام علم اپنی پوری لیاقت صرف پھانسی دلوانے ہی مین نہین صرف کی کیونکہ موجودہ حالت مین سزا موت یقینی تھی بلکہ اسنے اپنی تقریر سے کوئی ایسا عذر معقول نہ چھوڑا کہ ملکہ بھی اسکے قصور معاف کر سکتین۔ اسنے قدیم تاریخون سے ڈھونڈھ ڈھونڈھ کے ایسی ایسی مثالین پیش کین جنکو سنکر وہ شریف مجرم بھی خاموش نہ رہ سکا۔ وہ انکو برداشت نہ کر سکا۔ اُسنے بیکن کو بیوفائی اور ظلم کا الزام دیا مگر شرافت اسکو کہتے ہین کہ احسان فراموشی کا لفظ تک زبان پر نہ لایا۔ ایسے نازک وقت مین بھی جسکی تلخی موت کی تلخی سے بھی بڑھی ہوئی تھی اس کے شریف دل سے یہ لفظ نہ نکل سکا۔

اسکس کو پھانسی ہوگئی۔ بیکن نے بچانے کی کوئی کوشش نکی۔ عوام کے دل پر اس امر کا بہت بڑا اثر پڑا۔ اب گورنمنٹ کو بھی ضرورت ہوئی کہ اس مقدمہ کی کارروائی کو حق ثابت کرے۔ وہی ناحق شناس جس نے اسکس کی جان لی تھی اسکا نام مٹانے کے لیئے بھی مقرر کیا گیا۔ ملکہ کی نظر سے بیکن کے بعض تصانیف گذرے تھے جنکو پڑھکر وہ بہت خوش ہوئی تھین۔ لہذا اُسکو ایک رسالہ لکھنے کا حکم ہوا جسمین دلائل قطعی سے رابرٹ ارل اف اسکس کے جرائم کا اثبات کیا گیا تھا جو گورنمنٹ کی طرف سے شائع کیا گیا تھا۔ اس مین ایسے ایسے الفاظ استعمال کیے گئے تھے جو شاید کسی بےرحم دل دشمن کے قلم سے بھی نہ نکلتے۔ دوست کا تو کیا ذکر ہی۔

اِس مین شک نہین کہ بیکن ایک ایسے شخص کے خلاف کھڑا ہوا تھا جو واقعی بہت بڑے جرم کا مرتکب تھا۔ مگر زمانہ کو یہ نہین بھول سکتا کہ وہ شخص اسکا سرپرست اور دوست تھا۔

بیکن نے اِس سے بھی زیادہ کیا۔ اسنے وکالت کے تمام ہنر اور جوہر صرف اس امر مین صرف کر دیے کہ مجرم کا چال چلن گورنمنٹ کی نظر مین اور زیادہ خوفناک نظر آئے۔ جتنا کہ اصل مین ہرگز نہ تھا۔ وکیل کا کام صرف اتنا ہی کہ وہ مجرم کو سزا دلوا دے۔ اس مقدمہ مین زیادہ کوشش کرنے کی حاجت نہ تھی کیونکہ جرم ثابت تھا۔ سب ہی جانتے تھے۔ پھر جھوٹ کو اور اُبھارنے کی کیا ضرورت پیش آئی تھی۔ اُسکو بھی جانے دو۔ اُس رسالہ کے لکھنے کی کیا حاجت تھی۔ اور افسوس۔ یہ سب کارروائیان ایک ایسے محسن کے خلاف جسکو خود ہی اُسنے قتل کرایا تھا اور آہ اب اوسکو قبر مین بھی آرام سے نہین لیٹنے دیتا۔ ان کارروائیون سے بیکن کی سفلہ مزاجی صاف عیان ہی۔ ہزار عذر پیش کیے جائین اور لاکھ دلائل فلسفی سے خاک ڈالنے کی کوشش کی جائے مگر سچ یہ ہی کہ اُسکی یہ کمینہ خصلتی کسی کے مٹائے نہین مٹ سکتی۔

بیکن کی یہ رفتار ہر شخص کو ناپسند ہوئی۔ الیزبتھ جب تک زندہ رہی ناراضی زیادہ نہ ظاہر ہونے پائی مگر ایک بہت بڑا تغیر عنقریب ظاہر ہونے والا تھا۔ ملکہ کو کبر سن۔ مرض۔ اور اسکس کے غم نے قبر مین پہونچا دیا۔ اور جیمس اول تخت نشین ہوا۔ بیکن نے نئے بادشاہ کی نظر عنایت حاصل کرنے مین کوئی کوشش اُٹھا نہین رکھی۔ اور یہ کوئی مشکل کام بھی نہ تھا۔ جیمس مین باوجود تمام بُرائیون کے علم پرستی بہت تھی۔ وہ خود بہت بڑا لائق شخص تھا اُسکو عام طور سے سب لوگ "عیسائی دین کا بیوقوف عالم" لکھتے تھے بیکن کی اُسنے قدر کی۔ بیکن کو نائٹ بننے کی بہت ہی آرزو تھی۔ اسکے اکثر ساتھیون کو خطاب مل چکا تھا۔ فقط ایک یہی باقی رہا جاتا تھا۔ اُسنے اس زمانہ مین ایک سوداگر کی حسین بیٹی سے عقد بھی ٹھرایا تھا لہٰذا خطاب کی تمنا اور بڑھ گئی۔ اِن دونون سببون سے مجبور ہوکر اُسنے اپنے خالہ زاد بھائی رابرٹ سسل کی خوشامد درامد کی اور اُسکی مدد سے

سر کا خطاب حاصل کیا۔ جسکے بعد وہ حسین لڑکی جو الڈر مین بارن ہم کی بیٹی تھی سر فرنسس کی بی بی ہوئی۔

من کل الوجوہ الیزبتھ کا مرنا سر فرنسس بیکن کے حق مین اچھا ہوا۔ مگر ایک طرح سے بُرا بھی ہوا۔ نیا بادشاہ لارڈ اسکس پر اپنی ابتداے عمر سے مہربان تھا۔ تخت پر بیٹھتے ہی وہ اُسکے عزیزون سے مراحم خسروانہ کے ساتھ پیش آنے لگا اور نیز اُن لوگون کے ساتھ جنھون نے اسکس کی تباہی کے زمانہ مین اُسکی مصیبتون کا ساتھ دیا تھا۔ ہر شخص کو اُس دردناک واقعہ کے بیان کرنے کی آزادی حاصل ہوگئی۔ لارڈ سوتھمپٹن جسنے اپنے دوست اسکس کا مرتے دم تک ساتھ دیا تھا وہ قید خانے مین پڑا تھا لوگ اُسکو آزادی کی مبارکباد دینے دوڑے بیکن نے بھی بیحیائی کا جامہ پہن کے ایک معذرت نامہ لکھا۔ اسکا نتیجہ کیا ہوا۔ یہ نہین معلوم ہوسکتا۔ مگر اس قدر یقین ہی کہ لوگ اُسے لعنت و ملامت ہی کرتے رہے۔ کئی مرتبہ قتل ہوتے ہوتے بچا۔ بعد شادی کے اُسنے ایک رسالہ اپنی گذشتہ محسن کشیون پر بطریق ایک معذرت نامہ کے شائع کیا۔ جو ایک خط کی حیثیت سے لارڈ ڈیون کے نام تھا۔ لیکن کچھ فائدہ نہوا۔

جیمس کے زمانہ مین بیکن کی ترقی ہونے لگی۔ سنہ ۱۶۰۴ء مین اُسکو شاہی کونسلی کا عہدہ ملا۔ چالیس پونڈ سالانہ تنخواہ مقرر ہوئی۔ اور ساٹھ پونڈ پنشن۔ سنہ ۱۶۰۷ء مین وہ سالیسٹر جنرل ہوا۔ اور سنہ ۱۶۱۲ء مین اٹرنی جنرل۔ پارلیمنٹ مین شہرت حاصل کرتا رہا۔ خاصکر انگلینڈ اور سکاٹلینڈ کے اتحاد مین بڑی کوشش کی جو بادشاہ وقت کی دلی تمنا تھی۔

بیکن اگرچہ پارلیمنٹ مین سرگرمی سے کام کرتا تھا مگر باوجود اسکے علوم و فلسفہ کے واسطے ضرور وقت بچاتا تھا۔ اس زمانہ مین اسنے ایک کتاب "اڈوانسمنٹ اف لرننگ"

(ترقی علم) کے نام سے شائع کرائی۔ اسمین مصنف کا مقصد اپنے زمانہ کی علمی دنیا کا مبلغ علم جانچنا ہی اسنے دکھایا ہی کہ ادراک کی وسیع سلطنت کا کون کون حصہ کامیابی کے ساتھ ہوا ہی۔ کون حصہ چھوٹ گیا ہی اور غیر معلوم مقامات کے واسطے کدھر اور کہان جستجو کرنا چاہیے۔ آخر مین یہ بتایا ہی کہ نئی ایجادون کا سلسلہ قائم کرنے کے لیے کیا تدبیر کی جائے۔ اور جو علم اسوقت تک حاصل ہوا ہی وہ کیونکر تکمیل کو پہونچایا جا سکتا ہی۔ یہ کتاب پہلے صرف انگریزی مین چھپی تھی پھر خود مصنف نے اس خیال سے کہ تمام یورپ اس سے نفع اُٹھا سکے کیمبرج کے ڈاکٹر پلیفیر کو لاطینی مین ترجمہ کرنے پر مستعد کیا۔ پلیفیر نرا ملا تھا۔ اُسنے ترجمہ مین کوشش کی کہ زبان عمدہ ہو۔ چاہے مصنف کی غرض اور اُسکا زور قلم فوت ہو جائے۔ بیکن نمونہ کے چند صفحہ دیکھکر خاموش ہو رہا۔ اور پھر ڈاکٹر صاحب کو کتاب پوری کرنے کی تاکید نہ کی۔ اپنے آخر زمانہ مین بیکن نے اُسکا خود ترجمہ کیا جو سنہ ۱۶۲۳ء مین شائع ہوا۔

بیکن نے سنہ ۱۶۰۹ء مین " وزڈم آف دی انشنٹس " (قدما کی عقل) شائع کرائی یہ کتاب مصنف کی بہت بڑی ذاتی قوت۔ جدت طبع اور اُسکی قوت متخیلہ تصوری کی شاہد ہی۔ اس کتاب مین اسنے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہی کہ قدیم دیو بانی کے قصہ استعارہ کے پردہ مین اخلاقی۔ طبعی۔ اور پولیٹکل نصائح ہین جنکے دریافت کرنے کے واسطے انسان کو خود بیکن کے ایسے ذہن رسا کی ضرورت ہی۔ اسکی اس خیالی اپج سے اتفاق تو کسی نے نکیا مگر خوش سب ہو گئے۔ " اسکے قوی ذہن کا سمندر ایسا نہ تھا کہ کسی غیر معمولی ہوا کا جھونکا بھی اوسے حرکت دیتا اور اُس سے خزانے نہ اُبل پڑتے "

اسکے مشاغل صرف یہی نہ تھے۔ وہ قوانین انگلستان کو بھی ترتیب دیتا تھا۔ سچ پوچھیے تو یہ بھی بہت بڑی محنت کا کام تھا۔ اور اُنکے ساتھ وہ اپنی سب سے بڑی تصنیف مین

آہستہ آہستہ ترقی کرتا جاتا تھا۔

سنہ ۱۶۱۲ء مین بیکن کا خالو اور جانی دشمن ولیم سسل ارل اف سیلسبری مرگیا۔ اُسکا عہدہ جیمس نے رابرٹ کار کو مع خطاب ارل اف سامرسٹ کے عنایت کیا۔ اُن دنون جیمس کے دربار مین ایک اور کس شخص تھا جیارج ولیر۔ اسپر بادشاہ کی بہت بڑی نظر عنایت تھی۔ بیکن نے اسکے قیافہ سے دریافت کر لیا کہ اس شخص کو آیندہ بہت کچہ ترقی ہونے والی ہے اور یہ دربار مین سب پر غالب ہو جاے گا۔ بادشاہ کی طبیعت سے بھی وہ خوب واقف تھا۔ اور لوگ جنکو خدا نے اتنی سمجھ نہین دی تھی وہ لوگ جب سامرسٹ کی خوشامد کرتے تھے بیکن ولیر سے ربط بڑہاتا تھا۔ اسکا خیال صحیح نکلا۔ ولیر کا زور روز بروز بڑہتا گیا۔ یہان تک کہ آخر کار ایک دن سامرسٹ کو ذلت نصیب ہوئی اور ولیر سب سے اعلی درجہ پر پہونچگیا۔ اور ڈیوک آف بکنگھم کے نام سے مخاطب ہوا۔ اسکی کوشش اور مدد سے بیکن سنہ ۱۶۱۶ء مین پریوی کونسل مین داخل ہوا۔

ولیر ایک نہایت ہی خوشامد پسند آدمی تھا۔ بیکن کی نظر لارڈ چینسلر کے عہدے پر لگی ہوئی تھی۔ لہذا اُسکے حاصل کرنے کے لیے اُسنے کوئی ذلت ایسی نہ تھی جو اپنے اوپر گوارا نہ کر لی ہو۔ جب دیکھا کہ لارڈ چینسلر الگرٹن کی موت کا زمانہ قریب ہی تب اُسنے ولیر کی درباداری اور بڑہا دی۔ بادشاہ کی ظالمانہ اور نفرت انگیز خواہشین پوری کرنے کے لیے اُسنے دلالی تک کی۔ گپ ہانک دی کہ میرا کامنس پر بہت اثر ہے۔ اور جن لوگون کی طرف گمان بھی تھا کہ میرے رقیب ہونگے اُنکی طرف سے بادشاہ کو بدظن کر دیا خصوصًا سر اڈورڈ کوک کی طرف سے۔ ہرکولیس نے اپنی لاٹھی سے ایسی قیامت نہ برپا کی ہوگی جیسی بیکن نے اپنی درباری سازشون سے برپا کر دی۔ آخر سنہ ۱۶۱۷ء مین لارڈ بریکلی کے مرتے ہی وہ کمبخت کامیابی حاصل ہوگئی

جسکے لیے ایسے فساد پیدا کیے گئے تھے - کیا خوب کہا ہی شیکسپیر نے "ہم اپنے آپ سے ناواقف اکثر اپنے نقصان کے ملتجی ہوتے ہین جسکو عالم الغیب بخیال ہماری بھلائی کے ہم تک پہونچانے سے انکار کرتا ہی اِس طرح ہم نفع اُٹھاتے ہین اپنی دعا برباد جانے سے" وہ لارڈ کیپر ہوگیا اور ۱۶۱۹ء مین انگلستان کا چینسلر ہوا - بیرن ویرولم کا خطاب ملا جو آخر کو وائکونٹ سینٹ البنس سے بدل دیا گیا تھا -

۷ - مئی کو جو پارلیمنٹ کھلنے کا پہلا دن تھا بڑے جلوس سے بیکن وسٹمنسٹر ہال پہونچا - اپنی کچہری مین پہونچکر اُسنے ایک اسپیچ دی جس سے اپنے فرائض منصبی پورا کرنے مین اُسکی اعلیٰ قابلیت مترشح ہوتی ہی - اُسوقت بھی جو عوام کی نظر مین اور شاید خود اُسکی نظر مین بھی بہت بڑی عزت و فخر کی گھڑی تھی اُسنے نہایت محبت بھری نگاہ سے ان شریف مشاغل کی طرف دیکھا جن سے وہ اپنے خیال مین چھوٹتا تھا - اسنے بیان کیا کہ اب مین تعطیلون کو تحصیل علوم و فنون مین جنکی طرف میرا طبعی میلان ہی صرف کرونگا"

جس زمانہ تک سلطنت کی مہر بیکن کے ہاتھ مین رہی اندر اور باہر سب جگہ بد انتظامی تھی - انگلستان کی خارجی پالیسی پر یورپ بھر ہنستا تھا - اندرونی حالت اور خراب تھی - ٹیکس پر ٹیکس بندھتے چلے جاتے تھے - روپیہ وصول کرنے کا کوئی ذریعہ اُٹھا نہین رکھا گیا تھا اور یہ ظلم صرف بکنگھم اور بکنگھم کے عزیزون کی جیبین بھرنے کے لیے - بیکن کے انصاف کا بھی یہی حال تھا - اکثر اسکے فیصلے بکنگھم کے ارشاد کے موافق لکھے جاتے تھے -

ایک ایسا شخص جو ایسے کامون کو دوسرون کے خاطر سے عیب نجانتا ہو وہ اپنے جلب منفعت کے لیے کیون کوئی کارروائی اُٹھا رکھنے لگا تھا - اپنی جیب بھرنے

کے واسطے اُسنے رشوت ستانی شروع کردی - اور اس ناجائز ذریعہ سے اُسنے قریب ایک لاکھ پونڈ کے نفع اٹھایا - لیکن روز جزا دور نہ تھا - جمیس کے زمانہ کے پہلے اور دوسرے پارلیمنٹون کے درمیان مین ایک قسم کی شخصی حکومت رہی - اور اس زمانہ مین لارڈ کیپر کی قسمت بھی زور ون پر تھی - اسکے اعلے مرتبہ نے اسکے علم وفضل کو اور جلا دیدی تھی - اسکی سرد مزاجی - اخلاق اور فصاحت کو اور زیادہ رونق ہوگئی تھی - اہل مقدمہ جو بیچارے لٹتے تھے وہ دل ہی مین کوس کوس کے خاموش ہو رہتے تھے - کوئی اُنکی داد سننے والا نتھا -

سنہ ۱۶۲۰ء مین بیکن نے اپنی سب سے بڑی تصنیف جسکی روسے وہ فلسفہ قدیم کا ناسخ اور جدید کا موجد مانا جاتا ہی شائع کی - اس کتاب کا نام نووم ارگنیم" رکھا تھا - اُسکی تصنیف مین اُسنے بارہ برس صرف کیے - بیکن نے اتنی محنت اپنی اور کسی تصنیف پر نہین کی - اس کتاب مین اُسنے منطق استقرائی کے اصول ظاہر کیے ہین - اور یہ دکھایا ہی کہ نتیجہ متحقق واقعات سے نکالا جانا چاہیے نہ مروجہ راؤن سے - اسکی دونون غرضین پوری ہوگئین - غلطیون کا وہ عالیشان قدیم مندر یعنی اگلا نظام فلسفہ گرکر زمین سے برابر ہوگیا اور سچی سائنس کی نئی مسجد اگرچہ تکمیل کو نہین پہونچی مگر اُسکی دیوارین نیو سے بہت کچھ بلند ہوگئین -

اب ہم بیکن کی زندگی کے اس زمانہ پر پہونچے ہین جبکہ اُسکی دنیاوی ثروت کمال کے درجہ کو پہونچ گئی اور جسکے بعد سے حسب قاعدہ فطرت زوال کا وقت بھی شروع ہوگیا ہی اُسکی بے مثل کتاب "نوم ارگنیم" کی تمام علماے یورپ تعریف کر رہے ہین - اُسکا نام یورپ بھر مین گونج رہا ہی - اسکے علاوہ اُسے دوسری قسم کی عزت بھی نصیب ہوئی جسکا بھی شاید وہ کچھ کم شائق نہ تھا - بیرن ویرولم کا خطاب تو اُسکو ملچکا تھا اب اُسے وائکونٹ سینٹ البنس کا خطاب مرحمت ہوا ہی - اُسکی

سند پر پرنس آف ویلس کی گواہی ہے۔ عطاے خلعت کی رسم بڑی شان و شوکت سے عمل مین آئی۔ مگر چند ہی ہفتہ بعد ان سب چیزون کی اصلی قیمت معلوم ہو گئی۔ جنکے واسطے لارڈ بیکن نے اپنی ایمانداری اور دیانت پر دھبہ لگایا تھا۔ آزادی کے عمدہ دربار سے استیفا دیا تھا۔ دوستی اور احسان کے مقدس رشتہ کو توڑا تھا۔ معصومون کو رُلایا تھا۔ قیدیون کو تکلیفین دی تھین۔ مقدمات کو اصلی حالت سے پلٹ کے کیا سے کیا کر دیا تھا۔ اپنے دماغ کی ساری قوت ذلیل سازشون مین صرف کر دی تھی۔ یہ سب باتین یقین دلاتی ہین کہ ایک فوری اور خوفناک تغیر جلد ہونے والا ہے۔

مگر اصل تصویر پر غور کرنے سے پہلے آؤ ذرا اُسکی پشت کی طرف دیکھ لین۔ جیمس اول چونکہ ایک عالم بیوقوف تھا لہذا یقین کر لینا چاہیے کہ سب بیوقوف کا سردار تھا۔ لوگون نے اُسے یہ پٹی پڑھائی کہ انگلستان کا تخت اُسکو کسی پوشیدہ اور نامعلوم صفت کی وجہ سے نصیب ہوا۔ جسکو وہ اپنی مان کے پیٹ سے لیکر پیدا ہوا ہے۔ اس زمانہ کے باایمان پادریون نے اس صفت اور استحقاق کے لیے ایک نام بھی تجویز کر دیا۔ اور وہ بادشاہون کا یزدانی حق کے الفاظ سے مشہور کیا گیا تھا۔ انھون نے اس امر کے ثابت کرنے کی بھی کوشش کی تھی کہ اس مسئلہ کا پتہ کتاب مقدس سے چلتا ہے۔ اُن لوگون کا قول تھا کہ بادشاہ کے فعل کی مزاحمت خلاف حکم باری تعالےٰ ہے۔ بادشاہ سلامت اُن فقرون مین آگئے۔ اُنکا دماغ چل گیا۔ رعایا کو اپنا غلام اور پارلیمنٹ کو ایک قوت مخالف تصور کرنے لگے۔ اُنھون نے بغیر اعانت پارلیمنٹ کے سلطنت چلانا چاہی اور اپنے خادم ڈیوک آف بکنگھم کی مدد سے قانون مروجہ کے خلاف جدید طبع زاد ذریعون سے روپیہ تحصیلنے کی کوشش کی۔ ڈیوک کے یہان ایک نہایت ہی چالاک۔ طماع۔ اور کاٹ پھانس

کی عورت تھی - وہ اپنے بیٹے پر بالکل حاوی تھی اور دربار مین صرف ایسے ہی لوگ حاضر رہتے تھے - جنکی شان پاک مین حضرت سلیمان علیہ السلام فرماتے ہین " اولاد دہنیسیا جونک کی بیٹی کی جو بار بار چلاتے ہین لاؤ لاؤ "

رعایا غریب ہوتی جاتی تھی - بادشاہ کے پاس ٹکا نہ تھا - وہ ظالم جو اُسکا نام اور اُسکے اختیارات کام مین لاتے تھے اس غنیمت کے پھل خود ہی کھا جاتے تھے اور بادشاہ کے حصہ مین صرف پبلک کی نفرت آتی تھی - پہلی پارلیمنٹ کو چھ برس گذر گئے تھے - لہذا مفلسی سے مجبور ہوکر دوسری پارلیمنٹ جمع کرنا پڑی - بیکن کو خلعت ملنے کے تین ہی دن بعد دوسری پارلیمنٹ جمع ہوئی -

پارلیمنٹ نے بادشاہ کو روپیہ کا بندوبست کر دیا - مگر ساتھ ہی رعایا کے اس مرض کی بھی تشخیص شروع کر دی جسمین وہ چھ برس سے مبتلا تھی - اور اس درد کی دوائین تجویز کرنے لگی - پارلیمنٹ کا پہلا حملہ ان مانوپلیز (ٹھیکون) پر تھا جو بکنگھم نے اپنے دوستون اور عزیزون کو دے دیے تھے - اور جسکے ذریعہ سے اُن لوگون نے رعایا کو خوب سا لوٹ لیا تھا - جس سختی سے پارلیمنٹ نے کارروائی شروع کی اسکی وجہ سے دربار بھر مین ہل چل پڑ گئی - بکنگھم نے خود اپنے تئین معرض خطر مین پایا اور ولیمس ڈین آف وسٹمنسٹر سے مشورہ اور صلاح کا طالب ہوا - ڈین کا اثر چند روز سے بکنگھم پر بڑھتا جاتا تھا - اُسنے صلاح دی کہ تم اور لوگون کو اس بلا سے بچانے کی کوشش نکرو فقط اپنے بھائی کو کسی اور ملک کی سفارت پر بھیجدو - باقی جتنے ہین خود آپ بھگت لینگے - بادشاہ سے بھی اس باب مین مشورہ لیا گیا اور اُسنے بھی یہی راے پسند کی - قوم کے غصہ پر دربار شاہی نے جو پہلی بھینٹ چڑہائی وہ سر گائلس مامپسن اور سر فرانسس میکائیل تھے - بیکن کو اسوقت تک اپنے حق مین کسی

کی تشویش نہ تھی مگر چہ ہفتہ کے بعد آخر اُس طوفان مین وہ بھی آگیا۔

پارلیمنٹ نے ایک کمیٹی محکمجات دیوانی کی تحقیق کے واسطے مقرر کی تھی ۱۵ مارچ کو اُسکے میر مجلس رابرٹ فلپ نے رپورٹ کی کہ بہت سی بے ایمانیان ثابت ہوئی ہین اور خود چینسلر صاحب کے دامن پر یہ بدنما دہبہ نظر آتا ہے۔ اسکا سبب یہ تھا کہ کئی شخصون سے لارڈ چینسلر بیکن نے رشوت لی اور مقدمہ اُنکے خلاف فیصل کر دیا۔ اُن جرائم پر شہادتین بہت زیادہ تھین۔ بادشاہ نے یہ خبر سُنکر ۱۹۔ مارچ کو ہاؤس آف کامنس مین کہلا بھیجا کہ ہمکو بہت افسوس ہے کہ ایسی خطائین اور اتنے بڑے عالیمرتبہ شخص سے سرزد ہون" جسکا مطلب دوسرے الفاظ مین یہ ہوا کہ ہم مجرم کو انصاف کے پنجہ سے چھڑانا نہین چاہتے۔ اُسی دن ہاؤس آف کامنس نے ہاؤس آف لارڈس سے مشورہ کیا۔ اور فرد قرارداد جرم مرتب کر کے سُنادی۔ بیکن اُسوقت اُس جلسہ مین موجود نہ تھا۔ وہ شرم کے مارے مکان سے باہر نہین نکلا تھا۔ بکنگھم جب بادشاہ کے حکم سے اُسکے مکان پر گیا تو اُسے بہت مغموم اور نہایت بدحواس پایا۔ بیکن اُسوقت اپنی زندگی سے عاری تھا۔ پھر بہت جرائم کی مدین بڑہتی جاتی تھین۔ چنانچہ جب لارڈون نے تحقیقات شروع کی تو جرائم کا شمار ۲۸ تک پہونچ گیا۔ چند گواہ ہاؤس نے خود سُنے باقی کی شہادت کے واسطے ایک سلکٹ کمیٹی مقرر ہوئی۔ تحقیقات بہت مستعدی سے ہورہی تھی کہ اس اثنا مین بادشاہ نے تین ہفتہ کے واسطے پارلیمنٹ بند کر دی۔

بیکن کو یہ فرصت غنیمت معلوم ہوئی۔ بادشاہ کے پاس دوڑا گیا مگر بادشاہ کو اپنا طرفدار بنانے مین ناکامی ہوئی۔ اُسنے ولیمس کی رائے سے اس مقدمہ مین دخل دینے سے صاف انکار کر دیا۔ مگر اسکے ساتھ ہی اُسے صلاح دی کہ تم جرائم کا اقبال کرلو مین اپنی قوت بھر اور حتی الامکان تمھاری سزا گھٹانے مین کوشش کرونگا۔

ا-اپریل کو ہاؤس آف لارڈس پھر جمع ہوا - اور تحقیقات شروع ہوئی
۲۲-کو بیکن نے ایک تحریری اقبال نامہ جرم کا بھیجا جسے پرنس آف ویلز نے پڑھکر سُنایا -
دوسرے دن ہاؤس آف لارڈس کے کارپرداز لارڈ بیکن کو ویسٹمنسٹر ہال لیجانے کی
غرض سے اُسکے مکان پر آئے - وہان اُس دن حکم سُنایا جانے کو تھا - مگر اُنھون نے
اُسے بہت سخت علیل پایا لہذا اتنی رعایت کی کہ حاضری کی تکلیف سے معذور رکھا -

الغرض لارڈ بیکن کو سزا ہو گئی - اور سزا بھی نہایت سخت - چالیس ہزار پونڈ
جرمانہ اور قید جسکی میعاد معین کرنا بادشاہ کی مرضی پر منحصر تھا - ممبری پارلیمنٹ اور عہدہ ہاے سرکاری
سے ممنوع - اور یہ قطعی حکم کہ عمر بھر کبھی دربار کے قریب بھی پھٹکنے نپائے - اسطرح اس
بد .... فلسفی کی دنیاوی ثروت کا خاتمہ ہوا -

سزا کو دیر نہین گذرنے پائی تھی کہ گھٹا دیگئی - قید خانے مین جانے کو تو گیا
لیکن دوسرے ہی دن رہائی کا بھی حکم آگیا اور تھوڑے دنون بعد حکم شاہی سے
جرمانہ بھی معاف ہو گیا - ۱۶۲۴ء مین پوری طرح سے عفو تقصیر ہو گیا اور پارلیمنٹ
مین پھر بُلایا گیا - مگر شرم ایسی دامنگیر تھی کہ حاضری کی جرأت نہوئی - گورنمنٹ کی طرف سے
بارہ سو پونڈ سال پنشن مقرر ہو گئی -

اب لارڈ بیکن پھر مشاغل علمی کی طرف متوجہ ہوا جنکو اُس نے نہ معلوم کس منحوس
ساعت مین چھوڑا تھا - اس خانہ نشین کا پہلا پہل ہنری ہفتم کے عہد کی ایک تاریخ تھی جسکو
اُسنے بادشاہ کے حکم سے لکھا تھا - یہ کتاب بڑی قابلیت سے لکھی ہے - مگر اس عیب نے اُسکو
بدنما کر دیا کہ اسنے ہنری ہفتم کے عیوب چھپانے کی کوشش کی ہے - مگر وہ عیوب بڑی بڑی
تاویلون اور مصنوعی دلائل سے بھی نہین چھپ سکے ہین -

اس سے بڑی تصنیف اسکے اخلاقی اس سیز (مضامین) ہین - جنکو اُسنے اپنی آخر عمر مین بہت بڑھایا اور اُسکے دو ایڈیشن شائع کیے ایک انگریزی مین اور دوسرا لاطینی مین - اُن تحریرون کے دیکھنے سے اُسکی قوت دماغی کا اندازہ ہوسکتا ہی بیکن کا یہ کمال ہی کہ خشک سے خشک مضمون بھی اُسکے ہاتھ مین جاکے دلچسپ نظر آنے لگتا ہی - کسی مصنف نے اس حیرت انگیز طریقہ سے عالم مادی کو عالم ذہن مین نہ کھپایا ہوگا - اور مافی الخارج و معقولات ثانویہ مین ایسا ربط نہ ثابت کیا ہوگا - ہر مضمون بطور خود خیالات کا ایک سلسلہ ہی - جو صرف ان خیالات ہی کی وجہ سے قابل قدر نہین ہی جو اُسکے پڑھنے سے دلمین پیدا ہوتے ہین بلکہ جو کچھ اُن خیالات سے اثر پڑتا ہی اُسکی وجہ سے بھی -

لارڈ بیکن دولت کی طرف سے ہمیشہ لاپروا رہا - رشوت مین اُسکو جو کچھ ملتا سب اُسکے نوکر چاکر کھا جاتے - اب آمدنی صرف ڈھائی ہزار پونڈ پر محدود ہوگئی اور خرچ کا وہی حال رہا - الغرض بڑی عسرت سے بسر ہوتی تھی - علاقہ مکفول - اور اُسپر بہت سے قرضون کا بار - پنشن وقت پر ملتی نہین - یہانتک کہ ۱۶۲۵ء مین جیمس اول مرگیا اور اُسکے ساتھ ہی ترقی کی سب امیدین بھی دفن ہوگئین - نیا بادشاہ بھی بکنگھم کا کم تابع نہ تھا - وہ بھی بالکل بکنگھم کی رائے پر چلتا تھا - چارلس اول کوئی ایسا لایق بھی نہ تھا کہ اُس بے مثل فلسفی کی قدر کرتا - بیکن نے امداد اور اعانت کے لیے ایک درخواست دی - اُسکا کچھ جواب نہ آیا - گرفتاری سزا موقوفی دربار - قرضداری - بدنامی - کبرسنی - اور رنج نے اُسکو بہت ضعیف کرہی دیا تھا آخر اس کس مپرسی کی مایوسی نے بیکن کو بیمار ڈالدیا - تبدیل آب و ہوا کی غرض سے وہ اپنے دوست ڈیوک آف ارنڈل کے مکان کو جو ہای گیٹ مین واقع تھا جا رہا تھا راستہ مین خیال آیا کہ بذریعہ برف کے جسم حیوانی سڑنے سے محفوظ رہ سکتا ہی یا نہین -

اُس روز سردی شدت سے پڑ رہی تھی اور ۱۶۲۶ء کی ابتدائی موسم بہار کا زمانہ تھا - ہر چہار طرف برف کے انبار لگے ہوئے تھے - اور ہوا نے شدت برودت سے جسم انسان کو پورا ضرر پہونچانے کا مادہ حاصل کر لیا تھا - ایسے نازک وقت مین اُس بہادر فلسفی اور محقق نے گاڑی رُکوائی - اور دل مین ٹھان لی کہ جسطرح بنے آج ہی تجربہ کے ذریعہ سے اس امر کی تحقیق کر لینا چاہیے - گاڑی سے اُتر کے اُسنے چارون طرف نظر دوڑائی - قریب ہی ایک چھوٹا سا جھوپڑا نظر آیا - وہ شخص جو دولت اور علم دونون دنیاؤن مین خدا جانے کیا کچھ ناموری حاصل کر چکا تھا اُسنے اپنی محققانہ طبیعت کے جوش مین کسی بات کا خیال نکیا - اُس جھوپڑے کی طرف بے دھڑک قدم اُٹھایا - وہان پہونچا - اور اُس جھوپڑے مین رہنے والے سے ایک مرغی مول لی - اپنے ہاتھ سے اُسکا پیٹ چیرا اور اُس مین برف بھر رہا تھا - دفعۃً سردی معلوم ہوئی - اور اُس سردی کے اثر سے جھٹ پٹ کچھ ایسی طبیعت اُلٹ پلٹ ہوگئی کہ اپنے مکان آنے کے بھی قابل نہ رہا - وہ سردی کیا تھی پیام مرگ تھی - قسمت کو شاید اُس مرغی کی جان پر ظلم ہونا ناگوار ہوا - جسکے معاوضہ مین افسوس اُسنے بہت بڑی اور نہایت قیمتی جان کا ارادہ کیا - الغرض بیکن ارل کے مکان پر ایک ہفتہ بیمار رہا - تقدیر برسر خلاف تھی - اور صد ہزار افسوس کہ آخر اُس معلم ثالث نے جسکے نام کی فلسفہ مادی ہمیشہ عزت کرے گا اور جو ہر علمی سوسائٹی مین ہمیشہ ادب کی نگاہون سے دیکھا جائے گا - جسکے نام کو یہ پچھلا تغیر فلسفی اور یہ آخری نظام حکمت قیامت تک یاد دلاتا رہے گا - ۹ - اپریل ۱۶۲۶ء کو ۶۶ برس کی عمر مین راہی ملک عدم ہوا - اسمین کوئی شک نہین کہ بیکن جسکی وجہ سے انگلستان کو یورپ پر اور یورپ کو ساری دنیا پر فخر کرنے کا موقع ملا ایک علمی شہید ہے - جس نے علم کے شوق - تجربہ کے ذوق - اور ایک فلسفیانہ مسئلہ کی تحقیق مین جان دی - جس طرح مستطیل ہے - قرون کے بعد بیکن نے ارسطو اور فارابی کے نام کو اپنی علمی تحقیقات سے یاد دلا دیا تھا

اُسی طرح اُسنے اُس علمی شہادت سے ایک اور نامور† فلسفی کو یاد دلا دیا جس نے پندرہ سو برس ہوئے علمی تحقیق ہی کے پیچھے اٹنا نامی کوہ آتش فشان مین نہایت بے بسی اور خوفناک حالت مین جان دی۔

سینٹ میکائل کے گرجاگھر مین جو سینٹ البنس مین واقع ہی اپنی مان کی قبر کے پاس دفن ہوا۔ ایک سادہ سنگ مرمر کا کتابہ اور یادگار جو اسکے سکرٹری سر طامس مینٹیوس نے بنوا دیا تھا اُسکا نشان بتا رہا ہی۔

ہاول اپنے عجیب انداز سے بیکن کے مرنے پر یہ خیالات ظاہر کرتا ہی کہ "وہ اتنا غریب مرا کہ اُسکے پاس ٹکا کفن کو نہ تھا۔ جس سے معلوم ہوتا ہی کہ اسمین اگرچہ فراست بہت کچھ تھی مگر عقلمند نہ تھا اسلیے کہ عقلمند کا فرض ہی کہ اس ضرورت شدید کا بند و بست پہلے سے کر رکھے۔ مین نے کتابون مین پڑھا ہی کہ جتنے شاعر ہوے ہین عموماً سب کی قسمت مین محتاج مرنا لکھا تھا لیکن ایک بانی درباریسٹر اور فلسفی کے لیے جیسا کہ وہ تھا اسطرح مرنا عجیب بات ہی۔ روشن سے روشن ہیرے مین بھی جرم ہو سکتا ہی۔ مگر مجھے یقین ہی کہ وہ دولت سے نفرت کرنے اور شدت سخاوت کی وجہ سے غریب مرا۔"

بیکن کی بی بی اس سے بیس برس پہلے مر چکی تھی۔ اُسنے کوئی اولاد نہین چھوڑی۔ اخیر خط جو بیکن نے اپنے تھرتھراتے اور کانپتے ہوئے ہاتھ سے اس دنیا مین لکھا تھا اسمین بیان کیا تھا کہ برف والا تجربہ بہت ٹھیک اُترا۔ غنیمت ہی کہ غرض تو حاصل ہو گئی۔ اور اُسی خیال کو یاد کر کے ہم بھی اپنے دلکو تسلی دیسکتے ہین کہ بیشک اُسنے نہایت خوشی اور کامیابی کے ساتھ جان دی ہوگی۔ اسکی تعریف پر لوگون نے صفحہ کے صفحہ صرف کیے ہین۔ کوئی شاعر نے اُسکو

† ایلڈر پلینی۔

اپنے خیال مین (معاذاللہ) حضرت موسےٰ سے تشبیہ دی ہے۔ بیکن نے لوگونکو اسکولیسٹیسزم کی بیہڑ صحرا مین بھٹکتے ہوئے پایا۔ اُسنے اُس دشت سے اُن سب کو رہبری کرکے نکالا۔ اور اس مقدس موعود زمین پر پہونچایا۔ اور اپنی فراست کی سرچھیون چوٹی پر سے اُنکو وہ کنعان حلم دکھایا جو اُنکے اور اُنکی اولاد کے واسطے موجود تھا۔" اس حالت مین قبر کو اُسکے عیوب چھپالینے دو اور محافظ ہار اُسکی راکہ پر پھولنے دو۔"

ہمکو بھی اسمین عذر نہین اُسکی لیاقت سے ہم نفع اُٹھاتے ہین اُسکے عیوب ہمکو کوئی گزند نہین پہونچاتے۔ اُسکی ذاتی بُرائیون سے جن لوگون کو ضرر پہونچا اُنکی تعداد اُسکے وقت مین بھی تھوڑی تھی اُس سے نفع اُٹھانے والے بہت زیادہ ہین۔ اُسکی بُرائیان اُسکے ساتھ ختم ہوگئین اسکی دماغی قابلیت سے لوگ ابدالآباد تک نفع اُٹھاتے رہینگے

حصہ دوم

بیکن کے فلسفہ کی اصلی حقیقت ہمکو جسقدر معلوم ہوتی ہی اُس سے ثابت ہوتا ہی کہ اُسکے نزدیک فلسفہ کی غایت بالکل نئی چیزین ہین بخلاف اُنکے جنکو اگلے فلسفیون نے اپنے نزدیک فلسفہ کی غرض قرار دیا تھا۔ اُسکے تصانیف جسقدر غور سے جانچے جائین گے۔ اوسی قدر زیادہ وضاحت کے ساتھ یہ امر ظاہر ہو گا کہ اسکے مذہب فلسفہ کی یہی اصلی حقیقت ہی۔ اور نیز اُسکی کتابون کے دیکھنے سے یہ بھی معلوم ہو گا کہ جو اسباب در قدیم حکما نے قرار دیے تھے اُنکو چھوڑ کر اُسنے نئے اسباب سے کام لیا ہی۔ اور اُسکی اصلی بنا یہ ہی کہ اپنی فلسفیانہ تحقیقات مین اُسکی غایت کچھ اور تھی جو حکماے ماسبق کی غایت سے بالکل جداگانہ تھی۔

وہ کون سی غایت تھی جسکو بیکن نے اپنے لیے تجویز کیا تھا؟ اُس غایت کو خود اُسی نے اپنی پرزور عبارت مین کچھ خوب بتایا ہی کہ "ہر کام کا ثمرہ انسان کی خوشیون کو المضاعف کرنا اور انسان کے صدمات کو گھٹانا" اسکی تمام تجویزون اور اُسکے تمام خیالون کا منتہی یہی تھا۔ عام اس سے کہ وہ کسی فن مین بحث کر رہا ہو۔ فلسفۂ طبعی مین۔ قانون مین۔ تمدن مین۔ اخلاق مین غرض اوسے جہان پاؤگے اسی دھن مین اور اسی اُدھیڑ بُن

* از میکالے۔ اس سیز جلد اول صفحہ ۳۸۹۔

مین پاؤ گے۔

دو لفظ گویا بیکن کی تعلیم کی کنجی ہین۔ افادہ اور ترقی۔ فلسفہ قدیم مفید ہونے سے اِبا کرتا تھا اور ایک حالت پر قائم رہنے پر قناعت کرتا تھا۔ اسمین زیادہ تر کمال اخلاقی کی بحثین ہوتی تھین۔ جو اسقدر لطیف و دقیق تھین جنکو کبھی خیالات کی دنیا سے باہر نکلنے کی نوبت نہ آتی تھی۔ عقدہای مالاینحل حل کرنا۔ ناقابل حصول حالت دماغ کے حاصل کرنے کی کوشش۔ الغرض وہ فلسفہ نوع انسان کی آسایش کے کامون مین پھنسکر اپنے آپ کو ذلیل کرنا نہین چاہتا تھا۔ فلسفہ قدیم کے تمام مدارس اِن کامون کو ذلت کا کام سمجھتے تھے۔ بعض نے تو بداخلاقی تصوّر کیا تھا۔ ایک مرتبہ سسیرو اور سینیکا کے زمانہ کا ایک نامی مصنف پوسیڈونیس نامی نے اُن اور نعمتون مین جو انسان کو علم حکمت سے حاصل ہوئی ہین محراب بنانے کے اصول دریافت ہونے اور دھاتون کے استعمال کی ایجاد کو بھی گن لیا تھا۔ بے شک اپنے عہد کی مناسبت سے شاید وہ مدہوش ہو گیا کہ علم فلسفہ وحکمت کی تعریف کو اُس نے اسقدر عام کر دیا۔ اُسکا یہ قول تمام مہذب سوسائیٹون مین ایک بہت بڑا طنز و طعن سمجھا گیا اور سب نے بہت برا مانا۔ اس ہتک آمیز تعریف کو سنیکا حکیم نے نہایت برا سمجھا۔ اور وہ اپنی ناراضی بہت ہی سخت الفاظ مین ظاہر کرتا ہی کہ میرے نزدیک سایہ مین بیٹھنے کے لیے لداؤ کی چھتین بنانے سے فلسفہ کو کوئی تعلق نہین۔ سچے حکیم کو اِس سے کچھ علاقہ نہین کہ اُسکی چھت لداؤ کی ہی یا کسی اور طرح کی ہی۔ فلسفہ کو معدنیات کا استعمال سکھانے سے بھی کوئی علاقہ نہین۔ وہ تو تمامی مادی اشیا اور تمام مصنوعی قاعدون سے آزاد رہنے کی تعلیم کرتا ہی۔ عقلمند آدمی بجاے اپنی نوع کے لیے جسمانی آسایشین بہم پہونچانے کے قانون قدرت کے مطابق زندگی بسر کرتا ہی۔ اُسکے بعد سینیکا افسوس کے ساتھ لکھتا ہی کہ میری قسمت کا قرعہ اُس سب سے اچھے زمانہ مین کیون نہ پڑا جب انسان سردی سے بچنے کے لیے سوا وحشی

چوپایون کی کھال کے کوئی پوشاک نرکھتے تھے اور تمازت آفتاب سے بچنے کے لیے سوا غار کے کوئی مامن نہ پاتے تھے۔ ایسے عالی خیال فلسفی شخص کیطرف ہل۔ جہاز۔ یا کسی کل کے ایجاد یا اصلاح و ترمیم کو منسوب کرنا درحقیقت اُسکو گالی دینا ہی۔ سنیکا پھر بیان کرتا ہی کہ "میرے ہی زمانہ مین ایجادین ہوئی ہین۔ شفاف شیشہ کی کھڑکیان۔ مکان کے ہر حصہ مین برابر گرمی پہونچانے والے نل۔ مختصر خط جو ایسے درجہ کمال کو پہونچایا گیا ہی کہ ایک محرر بہت ہی تیز بولنے والے اسپیکر کا ساتھ دیسکتا ہی۔ مگر سچ یہ ہی کہ ایسی چیزون کی ایجاد کی محنت برداشت کرنا بہت ہی ادنیٰ درجہ کے غلامونکا کام ہی۔ فلسفہ کا مقام اس سے بہت دور ہی۔ یہ فلسفہ کا کام نہین ہی کہ آدمیون کو اپنے ہاتھون سے کام کرنا سکھائے۔ اُسکی تعلیم کا منشا اصلاح روح ہی"۔ شاید لوگ کہینگے کہ یہ بالکل معمولی ایک فلسفی تقاضا۔ ہم اپنی طرف سے کہہ سکتے ہین کہ اگر ہم اس امر پر مجبور کیے جائین کہ پہلے ... تعصب کی ماہیت پر تین کتابون کے مصنف ان دو مین سے ایک کو پسند کرین تو ہم موچی کو تاکینگے۔ ممکن ہی کہ غصہ بھبک جانے کے بنسبت زیادہ برا ہو۔ لیکن جوتون نے لاکھون کو بھیگنے سے بچایا ہی اور ہمکو یہ آج تک تحقیق کے ساتھ نہین معلوم ہوا کہ سنیکا نے کبھی بھی کسی نفس کو غصہ سے باز رکھا ہی۔

... بعد یہ بات تسلیم کرائی جا سکتی ہی کہ کسی فلسفی نے کبھی کسی ایسی چیز کی طرف ذرا بھی توجہ مبذول کی ہو جس سے اُس چیز کی ترقی ممکن ہو جسکو عام لوگ انسان کی بہبودی تصور کرتے ہین۔ وہ دیمقراطیس کو پہلے محراب بنانے کی مبتذل تہمت سے بچانے کے لیے اور اناکارسس کو کمہار کا چاک ایجاد کرنے کے الزام سے بری کرنے کے واسطے بڑی مشقت اٹھاتا ہی۔ اور آخر اوسے مجبوراً قبول کرنا پڑا کہ یہ بات اتفاق سے ہو گئی ہو گی جسطرح یہ بھی ممکن ہی کہ کسی فلسفی کو دوڑنے کی خوب مشق ہو مگر یہ کمالات کہ وہ

دوڑ نے مین بازی لیجائے یا کوئی کل ایجاد کرے اُسکی حکمت کا جزو نہین ہی۔ نہین ہرگز نہین۔ فلسفی کا یہ کام تھا کہ افلاس کی تعریف کرے باوجودیکہ خود اُسکے بیس لاکھہ پونڈ سود پر پھیلے ہوئے ہون۔ عیش و عشرت اور حظائظ نفسانی کی بُرائیون پر نازک خیالیان ظاہر کرے ایسے باغون مین بیٹھکے جن پر بادشاہون کو بھی رشک آتا ہو۔ آزادی آزادی بکتا پھرے اور اُسکے ساتھ ایک ظالم و متکبر بادشاہ کے درباریون کی خوشامد بھی کرتا جائے نیکوکاری اور صلاحیت کی اُسی قلم سے تعریف لکھے جس سے ابھی ایک بیٹے کا ماں کو مار ڈالنا حق ثابت کر چکا ہو۔

ایسے نامعقول فلسفہ سے جسکو اپنے غیر مفید ہونے پر فخر ہو مُنہ پھیر کے اس سچے انگریزی اُستاد کی تعلیمون کی طرف متوجہ ہونا اچھا معلوم ہوتا ہی۔ اپنی نوع کی محبت جو بیکن کے تصانیف کی جڑ ہی اور شاندار انکسار اور یہ عقیدہ کہ کوئی چیز وہ کیسی ہی ذلیل کیون نہو اگر انسان کو اس سے نفع پہونچ سکتا ہی تو فلسفی کو اُسکی طرف ضرور توجہ کرنا چاہیے یہ سب خیالات بیکن کے فلسفہ کی جان ہین۔ بیکن کے تمام تصانیف مین ہمکو یہ اصول نظر آتے ہین۔ عام اس سے کہ اُنکو تعلق طبعیات سے ہو۔ یا اخلاق سے ہو یا قانون سے۔ اور ہم خیال کرتے ہین کہ اس خاصیت سے تمام خصائص اُسکے طریقہ کے بلاواسطہ اور ضروری طور پر پیدا ہوے ہین۔ وہ عقیدہ جو سنیکا کی مذکورہ عبارت سے معلوم ہوتا ہی اسکا رنگ سقراط کے زمانے سے لیکر تمام قدیم فلسفیون پر جما ہوا تھا اور اُن دماغون پر چھایا ہوا تھا جنکے سامنے سنیکا کے دماغ کی کوئی ہستی نہ تھی۔ افلاطون کے مکالمون مین اُسی کی بو پائی جاتی ہی۔ ارسطاطالیس کی تصانیف مین اُسی کا سُراغ صاف صاف ملتا ہی۔ بیکن نے آنایۃً لکھدیا ہی کہ میری رائے مین ان خیالات کا رواج زیادہ تر سقراط کے اثر کی جانب منسوب کیا جاتا ہی۔ ظاہر ہی

کہ اس انقلاب عظیم کو جو سقراط نے فلسفہ مین پیدا کر دیا تھا بیکن کوئی اچھی بات نہین خیال کرتا تھا اور ہمیشہ اس رای پر قائم رہا کہ قدیم حکماے یونان علی الخصوص دیمقراطیس اپنے مشاہیر خلفا سے من کل الوجوہ بڑھے ہوے تھے۔

وہ درخت جسکو سقراط نے لگایا تھا اور افلاطون نے جسکی آبرسانی کی تھی اگر اُسکے پھول اور پتون سے اُسکا اندازہ کیا جا سکتا ہی تو یقیناً وہ نہایت ہی عمدہ درخت ہی لیکن اگر ہم اُسکو بیکن کی کھری کسوٹی پر پرکھین اگر ہم درخت کا اندازہ اُسکے پھلون سے کرین تو شاید ہماری راے اُسکی نسبت اچھی نہو گی۔ وہ تمام فوائد جنکے واسطے ہم اس فلسفہ کے ممنون ہین اگر ہم ان سب کو جمع کرین تو وہ کتنے نکلین گے؟ بیشک ہمکو اس امر کا کافی ثبوت ملتا ہی کہ اوسکے رواج دینے والون مین سے بعض بہت بڑی دماغی قابلیت کے لوگ تھے۔ ہم اُنکے تصانیف مین فصاحت و بلاغت کے بیمثل نمونہ پاتے ہین۔ اسمین شبہ نہین کہ قدیم مناظرون سے اس امر مین بہت فائدہ ہوا کہ مناظرین کے ذہن کو مشق حاصل ہو گئی۔ اسلیے کہ کوئی مناظرہ اتنا بیہودہ نہین ہوتا کہ اس سے اس قسم کا فائدہ بھی نہ حاصل ہو۔ لیکن جب ہم اس سے کچھہ زیادہ ڈھونڈھتے ہین۔ اور کسی ایسی شے کو تلاش کرتے ہین جو بنی آدم کی آسایشون کو ترقی دیتی ہو یا اُنکی مصیبتون کو گھٹاتی ہو تو ہمکو مجبوراً اپنی مایوسی کا اقرار کرنا پڑتا ہی۔ اور ہم بیکن کا ساتھہ دینے اور یہ کہنے پر مجبور ہو جاتے ہین کہ اُس مشہور فلسفہ سے مباحثہ کے سوا اور کچھہ نہ حاصل ہوا اور صاف اقرار کرتے ہی بنتا ہی کہ نہ وہ تاکستان تھا نہ تختۂ زیتون بلکہ خاردار جھاڑیون اور اونٹ کٹارے کا ایک جنگل تھا جسمین جو کوئی بھٹک کے نکل گیا کھونچون کے سوا کھانے کی کوئی چیز نہ لا سکا۔

یہ ہم تسلیم کرتے ہین کہ اس بے نتیجہ حکمت کے اکثر معلم دنیا کے بہت بڑے اور

نامور اشخاص گزرے ہین۔ بیکن نے جو الزام فلسفۂ قدیم پر لگائے ہین اگر ہم اُنکی صحت کو تسلیم کرتے ہین تو اُسی قسم کے افسوس کے ساتھ تسلیم کرتے ہین جس قسم کا افسوس ڈینٹ کو ان مشہور کافرون کے حال پر ہوا تھا جنکی نسبت اُسنے سُنا تھا کہ وہ جہنم کے اول طبقہ مین بھیجے جائینگے۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ اگلے فلسفیون کی جو عظمت ہمارے دل مین ہے خود وہی جبراً اس امر کا اعتراف کراتی ہے کہ اُنھون نے اپنی قوتین غلط راہ مین صرف کردین۔ ورنہ یہ کیونکر ہو سکتا تھا کہ ایسی دماغی قوتین اور انسان کے واسطے کچھ نہ کر سکین۔ ایک پاپیادہ چلنے والا شخص اتنی ہی قوت جسمانی ایک ڈھیکلی پر دکھا سکتا ہے جتنی وہ سڑک پر چلنے مین دکھاتا ہے۔ لیکن فرق اتنا ہے کہ سڑک پر اُسکی قوت یقیناً اُسکو آگے لیجائیگی اور ڈھیکلی پر رہنے کی صورت مین وہ ایک انچہ بھی آگے نہ بڑھ سکیگا۔ قدیم فلسفہ ڈھیکلی تھا سڑک نہ تھی۔ وہ دور و تسلسل کے مسائل سے مرکب تھا اور اُس مین ایسے مسائل تھے جنکو ہزار ترقی دلائی جائے مگر جب بحث کی جاتی تھی پھر از سر نو شروع ہو جاتی تھی۔ وہ ایک ایسی حکمت تھی جسمین محنت تو بہت ہو مگر ترقی کا نام تک نہ آنے پائے۔ یہ سوالات کہ "سب سے بہتر کون شے ہے؟" "آیا درد کا شمار بُرائیون مین ہے؟" "آیا تقدیر ہر شے کے ساتھ وابستہ ہے؟" "آیا ہمکو کسی چیز کا یقین کامل ہو سکتا ہے؟" "آیا ہمکو اس امر کا یقین ہو سکتا ہے کہ ہمکو کسی شی کا یقین ہے؟" "آیا ہر قسم کی بُرائی یکسان معیوب ہے؟" اور اسی قسم کے اور سوالات صدیون تک مہذب دنیا کے لائق سے لائق ناموروں کے دماغون مین بھرے رہے اور اُنکے قلم اور زبان سے جاری رہے۔ ظاہر ہے کہ اس قسم کا فلسفہ ترقی نہین کر سکتا تھا۔ جن لوگون نے اپنے آپ کو اُسکی طرف مصروف کیا اُنکے ذہن کو وہ بے شک تیز اور قوی کر سکتا تھا۔ مگر یہ فائدہ تو اُس مناظرہ سے بھی حاصل ہو سکتا تھا جو وینڈارلیپٹ* والون

* ڈین سوئفٹ صاحب نے یہ دو خیالی شہر آباد کیے ہین انکا ذکر اُنکی مشہور و مقبول کتاب گلیورس ٹریولس مین ہے۔

اور بدعتی بلیفکیوڈیا والون مین انڈے کے موٹے اور پتلے سرے کے بابت ہوا تھا۔ یہ ظاہر ہی کہ ایسے مباحثون سے علم کے ذخیرہ مین کچھ نہین جمع ہوسکتا اسوجہ سے ذہن انسانی بجاے آگے بڑھنے کے ایک ہی جگہ بیٹھا گویا تال سُر پر پاؤن کو جنبش دیتا رہا۔ محنت تو اُس سے اُتنی ہی لی گئی جتنی اسکو آگے لیجانے کے لیے بھی کافی ہوتی مگر باوجود اُس محنت کے وہ ایک ہی جگہ قائم رہا۔ نہ کچھ سامان جمع ہوا۔ نہ ایک پشت کی محنت سے دوسری پشت کو کسی قسم کا نفع پہونچا۔ تاکہ بعد والے اُس مین کچھ اور اضافہ کرکے پھر تیسری پشت کے لیے چھوڑ جاتے۔ بہ خلاف اُسکے وہ فلسفۂ قدیم جس مقام پر سسیرو کے زمانہ مین تھا اُسی مقام پر سنیکا کے زمانہ مین بھی تھا اور رومین اُسے فیوورینس نے بھی پایا۔ وہی مذاہب جن کو صرف مجردات اور امور عامہ سے تعلق تھا اُسوقت تک متناسل مسائل کی بابت اُسی قسم کے بیچ دلائل سے لڑ رہے تھے۔ ذہانت۔ سرگرمی۔ اور محنت کی کچھ کمی نہ تھی۔ دماغی تربیت کے سب آثار موجود تھے فقط پیداوار کچھ نہ تھی۔ گویا ہل بھی چلائے گئے۔ زمین سرائی بھی گئی۔ تخم پاشی بھی ہوئی۔ کھیت نکالے بھی گئے۔ کٹائی پٹائی بھی ہوئی لیکن کھیتون مین صرف تنکے اور بھوسہ تھا۔

متقدمین فلسفی علوم طبعی سے غافل نہ تھے مگر اُنھون نے اُسکی تحصیل اسواسطے نہین کی تھی کہ اُنھین منظور نہ تھا کہ اُسکی قدرت کو بڑھائین اور انسان کی حالت سنبھالین۔ بانجپن کا داغ فلسفۂ اخلاقی سے فلسفۂ طبعی تک متعدی ہوگیا تھا۔ سنیکا نے علم طبعیات پر بہت کچھ لکھا اور اوسکی تعلیم کی ضرورت بہت مبالغہ کے ساتھ بیان کی ہی مگر کس غرض سے؟ اسلیے نہین کہ اس سے انسانی مصائب مین کمی ہو جاتی ہی۔ زندگی کی آسایشین دونی ہو جاتی ہین۔ انسان کی حکومت عالم مادی پر بڑھ جاتی ہی۔ بلکہ صرف اس غرض سے کہ اُسکے ذریعہ سے انسان کا دل ادنی تفکرات سے ہٹ جاتا ہی۔ جوہر کو مادہ سے الگ کر دیتا ہی۔

اور دقیق سے دقیق مسائل حل کرنے مین مدد دیتا ہی۔ لهذا فلسفۂ طبعی گویا دماغی مشق کا ایک آلے تصور کیا جاتا ہی۔ وہ فن مناظرہ کے تابع کردیا گیا تھا۔ اور اسیوجہ سے وہ مفید قسم کی تحقیقات مین بالکل بانجھ ثابت ہوا۔

بہرصورت عہد قدیم مین بھی ایک فرقہ ایسا تھا جسکے بعض مسائل اگرچہ بیہودہ اور عجز ہی کیون نہ خیال کیے جائین مگر معلوم ہوگا کہ وہ اس عام الزام سے جو بیکن نے قدیم مدارس فلسفہ پر قائم کیا ہی مستثنے ہونے کی قابلیت رکھتا تھا۔ فرقہ اپیکیورین جو تمام خوشیون کو راحت جسمانی اور تمام برائیون کو جسمانی تکلیف پر محول کرتا ہی اُس سے یہ امید کیجا سکتی تھی کہ اپنی اور اپنے پڑوسیون کی جسمانی حالت درست کرنے کی کوشش کریگا۔ لیکن اُسکے ساتھ یہی معلوم ہوتا ہی کہ اس فرقہ مین سے کسی متنفس کے خیال مین بھی کبھی یہ بات نہ آئی۔ ان کا خیال جیسا کہ اُنکے بڑے شاعر نے بیان کیا ہی یہ تھا کہ اُن فنون مین جو زندگی کو راحت پہونچاتے ہین اب زیادہ ترقی کی امید نهین کیجا سکتی۔ یہ صابرانہ مایوسی یعنے جو کچھ ہوچکا ہی اُسکی تعریف کرنا اور ناامید ہوجانا کہ جو کچھ ہوچکا ہی اب اس سے زیادہ نہوگا اُن تمام مدارس فلسفہ کا خاصہ تھا جو بانتیجہ اور ترقی کا سبق دینے والے پچھلے مدرسون سے پیشتر گذرے ہین۔ باوجود اُس زمین و آسمان کے فرق کے جو فرقہ اپیکیورین اور سٹوائک[II] کے اکثر مسائل مین ہی ایک امر مین یہ دونون فرقے متفق نظر آتے ہین۔ یعنی مفید ہونے کے ذلیل کام سے دونون کو نفرت ہی۔ دونون کا فلسفہ ایک تھی۔ تقریر یہ۔ شیخی مارنے والا اور جھگڑالو فلسفہ تھا۔ یہ دونون صدیون تک اپنی نیکی اور خوشی پر رجز خوانیان کرتے رہے اور آخر یہ معلوم ہوا کہ نہ اپیکیورین نے کچھ خوشی مین ترقی کی نہ سٹوائک نے کچھ نیکی کے خزانہ مین جمع کیا۔

II اسکا بانی زینو تھا۔

پانچوین صدی مین دین مسیحی بت پرستی پر غالب آگیا تھا اور بت پرستی نے مذہب عیسوی کو خراب کر ڈالا تھا۔ کلیسیا اُسوقت فاتح مگر گمراہ ہو گیا تھا۔ پینتھین* کے رسوم اُسکی عبادت مین داخل ہو گئے تھے۔ اور اکاڈیمی کی باریکیون نے اُسکے عقائد مین جگہ پائی تھی۔ اس موقع پر ہم بیکن ہی کے الفاظ نقل کرتے ہین۔ وہ کہتا ہی "یہ بڑا منحوس دن تھا اگرچہ بڑی شان وشوکت سے ظاہر ہوا۔ اور وہ نہایت ہی بدبخت دوستی تھی جو پُرانے فلسفہ اور نئے مذہب مین نمایان ہوئی تھی۔ یونان کے پچھلے پیچ فلسفیون نے جن مسائل پر بحث کی اگرچہ وہ اُن مسائل سے جنپر پلیٹو اور کارنیاڈس نے طبع آزمائی کی تھی بالکل جُدا اور نئے قسم کے تھے مگر بالکل ویسے ہی دقیق ویسے ہی غیر متناہی اور ویسے ہی غیر مفید سوالون سے لبریز تھے۔ جب مغرب مین دوبارہ اشاعت علوم ہونے لگی تب اسی قسم کے لغویات اسکول مین* کے تیز اور قوی دماغون مین بھرے ہوئے تھے۔ پھر وہی ہوا کا روکنا اور بگولہ کو تھامنا۔ انسان کی حالت درست کرنے کا بڑا کام اب تک عالم کی توجہ کے قابل نہین سمجھا جاتا تھا۔ جو لوگ اس قسم کے کام اپنے سر لیتے تھے اگر اُنکا کام آسانی سے سمجھ مین آگیا تو وہ ذلیل اہل حرفہ سمجھے جاتے اور اگر سمجھ مین نہ آیا تو اُنکو اپنی جان کے لالے پڑ گئے کہ کہین جادوگر سمجھکے جلا نڈالے جائین۔

ذہن انسانی کی کجروی کا ثبوت اس سے زیادہ کیا ہو سکتا ہی کہ وہ دو بڑے واقعہ جو قرون متوسطہ مین ہوے تھے یعنے بارود اور چھاپہ کی ایجاد اُن دونون کی ایجاد کی تاریخ نہین معلوم ہی۔ موجدون کا پتہ نہین۔ اسکی وجہ یہ نہین ہی کہ لوگ اس شدت سے وحشی

* ایک مندر روم کا جو تمام دیوتاؤن پر وقف تھا۔

* افلاطون کا فلسفہ۔

* ازمنہ متوسطہ کے فلسفی۔ اُنکو ہم اپنے متکلمین سے مطابقت دیسکتے ہین۔

اور جاہل تھے کہ دماغی برتری کی قدر و قیمت نہین جانتے تھے - بارود کا موجد پٹرارک اور بکیشیو کا ہمعصر معلوم ہوتا ہے - چھاپہ کا موجد یقیناً نکولس پنجم کا سموڈی مڈیچی وغیرہ مشاہیر علما کا ہمعصر تھا - لیکن ذہن انسانی مین وہ کمبخت کجی اسوقت تک باقی تھی جو دو ہزار برس قبل تھی - جیارج آف ٹریبیزانڈ اور مارسیلیو فسکینو کبھی آسانی سے نہ مانتے کہ چھاپہ کے موجد نے بنی آدم کے واسطے اُن سے یا اُن قدیم مصنفین سے کچھ زیادہ کیا جنکے وہ پرجوش مرید تھے -

آخر وہ وقت آگیا جبکہ اُس قدیم فلسفہ کی قسمت مین زوال لکھا تھا جسنے اتنی نسلون تک بڑے بڑے لائق لوگون کے قوای ذہنی کو اپنی جانب مشغول رکھا تھا - اُسنے بہت سی صورتین بدلی تھین - بہت سے مذہبون مین مل گیا تھا - بہت سے ایسے انقلابات عظیم جھیل گیا تھا جن مین سلطنتین - مذاہب - زبانین - قومین سب مٹ گئی تھین - وہ جب اپنی پرانی حکومت سے بیدخل کر دیا گیا تو اُسنے اس گرجہ مین پناہ لی جسے اُسنے - تایا تھا - شاعر* کے دلیر شیطان کی طرح اُسنے بھی "عرش برین کے برابر (اپنا تخت بچھایا) اور اپنی ظلمت سے اُسکے نور کی بیحرمتی کرنے کی جرأت کی" -

ساٹھ پشتون کے بڑے بڑے مشہور حکما کی محنت کا نتیجہ صرف الفاظ ہی الفاظ تھے مگر اب جاکے اس بے انتہا بے ثمری کے دن پورے ہوئے -

پبلک کے ذہن کو تغیر کی طرف مائل کرنے کے باعث بہت سے اسباب ہوئے - قدیم مصنفون کی طرح طرح کی تحریرون کا مطالعہ اگرچہ فلسفیانہ تحقیقات کو سیدھے ڈھرے پر نہین لایا تاہم اُسنے اس بارے مین یہ بہت بڑی بات کی کہ سند کی عامیانہ تعظیم کو جو اُس تمام زمانہ مین جبکہ ارسطاطالیس کا سکہ بیٹھا ہوا تھا اول سے آخر تک جاری رہی بالکل مٹا دیا - افلاطونی فرقہ

---

* جان ملٹن -

فلورنٹائن کا پیدا ہونا جسمین پندرہوین صدی کے بعض بہت بڑے برگزیدہ ذہین لوگ شامل تھے کوئی غیر ضروری واقعہ نتھا - حقیقت مین صرف اتنے تغیر سے کہ فلسفۂ اشراقی کو شکست دیکے فلسفۂ مشائی مروج ہو کوئی فائدہ نہ حاصل ہوتا - مگر اندھی تقلید سے ہر چیز بہتر تھی - یا ان الفاظ مین کہا جائے کہ ایک ظالم بادشاہ ہی منتخب کیا مگر منتخب تو کیا - بقول گبن کے "ان متضاد اطاعتون کی رگڑ سے آزادی کی ایک چنگاری پیدا ہو گئی"-

دوسرے اسباب بھی بیان کیے جا سکتے ہین - مگر فلسفہ کی اصلاح کے بابت ہم سب سے زیادہ مذہب کے ممنون ہین جسکی وجہ سے بہت بڑی اصلاح ہوئی - مدتون مدارس اور وشکیین مین ایسی گہری دوستی رہی کہ جن لوگون نے پوپ روم کی پیروی چھوڑی وہ فلسفہ کے بھی تابع نہ رہ سکے - اس نئے طریقے کے اکثر فلسفی ارسطاطالیس کی تعلیمات کی اہانت کرتے ہین اور ارسطاطالیس کو اسطرح یاد کرتے ہین کہ گویا وہ طامس اکوئناس کی تعلیمون کا جوابدہ تھا - مذہب کے ریفارمرس سوا اس عبارت کے جسمین سینٹ پال نے کولوسیا والون کو فہمایش کی ہے کہ اپنے تئین فلسفہ سے خراب نکرو" اور کوئی عبارت سند مین مشکل سے لاتے ہین - لوتھر نے تو اپنے ابتداے زمانہ مین یہانتک کہدیا تھا کہ کوئی شخص مدرسۂ ارسطاطالیس اور مدرسۂ مسیح دونون مین پورا لائق نہین ہو سکتا - تزونگل - بوسر - پیٹرمارٹایر - اور کیلون کے بھی قریب قریب یہی اقوال تھے - اسکاٹلینڈ کی بعض یونیورسٹیون مین فلسفۂ ارسطاطالیس کے مقام پر رامس کا فلسفہ جاری کیا گیا - اس طرح سے بیکن کی پیدائش کے پہلے ہی فلسفۂ یونان کی سلطنت کی جڑ ہل چکی تھی - علمی دنیا مین ایک ویسی ہی ہل چل مچی ہوئی تھی جس طرح سے کہ پولیٹکل دنیا مین اکثر کسی بہت قدیم سلطنت کے انتزاع کے بعد ہوا کرتا ہے - قدامت - رواج - اور بڑے بڑے واجب التعظیم نامون کی عظمت لوگون کے

عمل سے بالکل جاتی رہی تھی۔ وہ خاندان جسنے مدتون حکومت کی تھی اُسکا تو خاتمہ ہوگیا تھا اور خالی تخت امیدوارون کے لڑنے کے لیے گویا وقف تھا۔

اس تغیر عظیم کا پہلا اثر جیسا کہ بیکن نے نہایت صحت کے ساتھ بیان کیا ہی یہ تھا کہ لوگ ضرورت سے زیادہ محض حُسن عبارت کی قدر کرنے لگے تھے۔ نئی جبول کے علما اشم اؤبوکینین وغیرہ نے آگسٹس کے زمانہ کی تحریرون کو رواج دیا اور سکلین کی وحشیانہ خشک و ترش طرز تحریر کو نفرت کی نگاہ سے دیکھنے لگے۔ اُنکی نظر طرز تحریر پر زیادہ رہتی تھی مضمون کی طرف بہت کم توجہ کرتے تھے۔ وہ زبان لاطینی کی اصلاح مین بے شک کامیاب ہوگئے مگر فلسفہ کی اصلاح کا اُنھون نے کبھی قصد بھی نکیا۔

ایسے زمانہ مین بیکن کا ظہور ہوا۔ یہ جو اکثر کہا جاتا ہی کہ بیکن ہی پہلا شخص تھا جو فلسفۂ ارسطاطالیس کا مقابلہ کرنے کو ایسے زمانے مین جب کہ اُس فلسفہ کا عین شباب تھا اور جب وہ اپنے پورے زور دن پر تھا اُٹھ کھڑا ہوا بالکل غلط ہی۔ اس فلسفہ کی حکومت کو جیسا کہ ہم بیان کر آئے بیکن کے پیدا ہونے سے بہت پہلے ہی سخت اور جانکاہ صدمہ پہونچ چکا تھا۔ اکثر فلسفی جن مین راٗمس سب سے زیادہ مشہور ہی نئے نئے فرقے پیدا کرنے کی کوشش کر چکے تھے۔ خود بیکن کے الفاظ لوتھر کے زمانہ کے عام خیالات کی بابت صاف اور صریحی ہین۔ اس انقلاب عظیم مین بیکن نے جو کام کیا وہ اُس قسم کا تھا جس قسم کا کام بوناپارٹ نے کیا تھا۔ نہ وہ جو راسپئیر کیا تھا۔ پُرانا نظام پلٹ چکا تھا۔ بعضے متعصبین اب تک اسی خواہش مین تھے کہ وہ بدستور قائم رہے اور گذشتہ بادشاہت کی یاد مین وفاداری کا ثبوت دے رہے تھے اور کوشش کرتے تھے کہ پھر وہ مضبوطی سے قائم ہو جائے۔ مگر جمہور کو اُسکی طرف بالکل توجہ نہ تھی۔ وہ آزاد ہو گئے تھے۔ لیکن یہ نہین جانتے تھے

کہ اپنی آزادی کو کیونکر کام مین لائین - وہ اپنی طبعزاد رفتار مین کسی ٹھیک راستہ پر نہین چلتے تھے - اور نہ اُنھین کوئی سردار اس لائق ملا تھا کہ اُنھین ٹھیک راہ پر چلائے -

آخر وہ سردار جسکی ضرورت تھی پیدا ہوا - وہ فلسفہ جو اُسنے سکھایا بالکل نیا تھا - یہ فلسفہ جدید مشہور قدیم معلمین کے فلسفہ سے صرف اصول اور طریقہ ہی مین نہین بلکہ باعتبار مقصود و موضوع بھی مخالف تھا - اُسکا مقصد انسان کی بھلائی تھی - اور بھلائی بھی اُن معنون مین جن معنون مین عوام الناس "بھلائی" کے لفظ کو استعمال کیا کرتے ہین - اور ہمیشہ استعمال کرین گے -

بیکن کے فلسفہ اور اُس سے پیشتر والون کے فلسفہ کا فرق اگر ہم بیان کرنا چاہین تو اس سے زیادہ توضیح کے ساتھ اور کسی طرح نہین معلوم ہو سکتا کہ بعض مفید مضامین مین بیکن کی راے کا افلاطون کی راے سے مقابلہ کرین - افلاطون کو ہم اسوجہ سے منتخب کرتے ہین کہ ہمارا خیال ہے کہ وہ اور فلسفیون سے زیادہ اُن خیالات کا باعث ہوا ہے جو اُس آخر زمانہ تک باقی ہے - جبکہ بیکن نے آکر اُنھین دوسری طرف متوجہ کیا - دیکھنے سے تعجب معلوم ہوتا ہے کہ کس قدر مخالف نگاہ سے اُن دونون نامور اشخاص نے ہر علم کی قیمت کا اندازہ کیا ہے - مثلاً علم حساب کو لو - افلاطون اُن آسانیون کا جو روزمرہ کے حساب کتاب مین ہوتی ہین کچھ یونہین سا ذکر کرکے اُس فائدے کی طرف متوجہ ہوتا ہے جو اُسکے نزدیک بہت زیادہ ضروری ہے - حقائق اعداد کے علم سے وہ بحث کرتے کرتے ذہن کو صدق خالص پر غور کرنے کا عادی بنا دیتا ہے اور ہماری توجہ کو عالم مادی کی جانب سے ہٹا دیتا ہے - وہ اپنے شاگردون کو جو اُس علم کی طرف متوجہ ہونے کی تاکید کرتا ہے تو اس لیے نہین کہ وہ لین دین کے قابل ہو جائین یا اُنھین دُکاندا

یا بساطی بننے کی قابلیت پیدا ہو بلکہ اس غرض سے کہ انکا دل اس مرئی اور محسوس دنیا کے ہمیشہ بدلنے والے منظر سے ہٹ جائے اور غیر متغیر جوہر اشیا کا دھیان بندھے۔

برخلاف اسکے بیکن اس علم کی اسلیے قدر کرتا تھا کہ وہ اسی مرئی اور محسوس دنیا مین مفید ہی جس سے افلاطون کو بالکل نفرت تھی۔ وہ فلسفۂ افلاطون کے پچھلے معتقدون کے اسراری علم حساب کا ذکر بہت حقارت کے الفاظ مین کرتا ہی اور افسوس کرتا ہی کہ طبع انسانی نے اپنے قوائے دماغی کو جنکو پوری محنت کے ساتھ محسوس فیض مند عالم کے حاصل کرنے مین صرف کرنا چاہیے تھا محض رازجوئی مین خرچ کردیا۔ وہ حساب دانون کو نصیحت کرتا ہی کہ ان لغویات کو چھوڑ دین اور آسان آسان قواعد ایجاد کرنے کی طرف متوجہ ہون جنسے طبعیات کی تحقیق مین فائدہ پہونچ سکے۔

وہی وجوہات جنھون نے افلاطون سے علم حساب سیکھنے کی تاکید کرائی تھی وہی علم تعلیم علم ہندسہ کی تاکید کے بھی باعث ہوے۔ وہ کہتا ہی "عام ہندسین میرا مطلب ہرگز نہ سمجھینگے۔ اسلیے کہ مشق ہمیشہ اُنکے پیش نظر رہا کرتی ہی۔ لیکن وہ یہ نہین جانتے کہ اس علم کا اصلی فائدہ یہ ہی کہ وہ انسان کو مجرد۔ موجود بالذات۔ لایزال صدق کی ماہیت دریافت کرنے کی طرف مائل کرتا ہی"۔ واقعی اگر ہم پلوطارک کا اعتبار کرین تو افلاطون کے خیالات اس بارے مین اس حد تک بڑھے ہوے تھے کہ اُسکے نزدیک علم ہندسہ کی ذلت ہوجاتی ہی اگر اس سے کوئی بکار آمد کام نکالا جائے۔ ایسا معلوم ہوتا ہی کہ ارکیطاس نے علم ہندسہ کے اصول پر غیر معمولی طاقت کی کلین بنائی تھین۔ افلاطون نے اپنے اُس دوست سے شکایت کی اور کہا کہ "یہ تو ایک شریف دماغی مشق کو پیشہ مین ڈالکر ذلیل کرنا ہی جو صرف بڑھئی اور لوہارون ہی پر خوب پھبتا ہی۔ اور یہ بھی کہا کہ علم ہندسہ کا کام دماغ کو تربیت دینا ہی

جسم کی ذلیل خواہشون کو پورا کرنا- اس تجویز کو کامیابی ہوئی- اور پلوطارک کے بیان کے مطابق "اُسی وقت سے علم جرثقیل ایک فلسفی کے لیے نا قابل توجہ خیال کیا جانے لگا"

اسی زمانے کے قریب ارشمیدسس بھی ارکیطاس کے نقش قدم پر چلا بلکہ اُس پر فوق لے گیا- لیکن اِس مروجہ راے سے وہ بھی آزاد نہ تھا کہ علم ہندسہ کو کسی مفید شی کی ایجاد مین استعمال کرنے سے اُسکی تحقیر ہو جاتی ہے- ارشمیدسس خیال کی دنیا سے نکل کے بڑی مشکلون سے عمل کیطرف متوجہ ہوا تھا- وہ اپنی اُن ایجادون کا خیال کر کے جنپر مخالف قومون کو حیرت ہوتی تھی نہایت شرمندہ ہو جاتا تھا- اور اُنکا ذکر ہمیشہ حقارت سے کرتا تھا- گویا اس قسم کے کام شغل بیکاری تھے جن کی طرف متوجہ ہو کے ایک مہندس اپنے علم کے اعلے مسائل پر غور و فکر کرنے کی محنت سے تھک کر اپنے ذہن کو آرام دیسکتا تھا

اس مضمون پر بھی بیکن کی راے قدیم فلسفیون کی راے کے خلاف تھی- وہ جو علم ہندسہ کی قدر کرتا ہے تو خاصکر انھین فوائد کی وجہ سے جو افلاطون کو ایسے ذلیل نظر آتے تھے- اور یہ امر بھی قابل غور ہے کہ بیکن کی یہ راے اُسکے سن کے ساتھ برابر ترقی کرتی گئی- ۱۶۰۵ء مین اُسنے اپنی کتاب "ترقی علم" کے دو ابواب لکھے تھے اس کتاب مین اُسنے ان فوائد کو بیان کیا ہے جو انسان کو "میکسڈ میتھمیٹکس" یعنے فنون ریاضی کی باہمی ترکیب و ترتیب سے حاصل ہوتے ہین- لیکن ساتھ ہی اسکے اُسنے یہ بھی تسلیم کیا کہ وہ مفید اثر جو ریاضی پڑھنے سے دماغ پر پڑتا ہے اگرچہ ایک ضمنی فائدہ ہے مگر "اس مقصود بالذات فائدہ سے کچھ کم نہین ہے" لیکن اسکے بعد اسکے خیالات مین تغیر واقع ہو گیا تھا- جب قریب بیس برس کے بعد اُسنے "ڈی آگمنٹس" شائع کی- جو وہی پہلی کتاب "ترقی علم" تھی جسے اب نظر ثانی کر کے بہت بڑھا دیا تھا- اس کتاب مین اُسنے ریاضی کی بحث مین اپنے خیالات بہت بدل لیے-

اُسنے ریاضی دانون کے بڑے بڑے دعوون پر سخت حملہ کیا ہی۔ اس علم کی غایت بہبودی انسان فرض کرکے اُسنے فیصلہ کردیا ہی کہ علم ہندسہ کو اس سے زیادہ مرتبہ کا حق نہین حاصل ہی کہ وہ دیگر علوم کا مددگار ہی۔ وہ بیان کرتا ہی کہ ریاضی فلسفۂ طبعی کی خواص ہی اسکو اپنی اسی حد پر رہنا چاہیے۔ پھر وہ اسی ریاضی کی نسبت لکھتا ہی کہ مین نہین خیال کرسکتا کہ کس نامبارک افتاد سے وہ اپنے آقا پر سبقت کا حق ثابت کرتی ہی۔ وہ پیشین گوئی کرتا ہی اور ایسی پیشین گوئی جسکو سُنکے غالبًا افلاطون کانپ اوٹھتا کہ طبعیات مین جتنی زیادہ تحقیقاتین ہوتی جائینگی اُتنی ہی زیادہ شاخین ریاضی مرکب کی پیدا ہوتی جائینگی۔ اُس فائدۂ ضمنی کے بابت جسکو بیس برس قبل اُسنے اتنا اعلیٰ رتبہ دیا تھا اُس تصنیف مین وہ ایک لفظ بھی نہین کہتا۔ اس سہو کو صرف غفلت پر نہین محمول کرنا چاہیے۔ خود اپنا رسالہ اسکے سامنے رکھا ہوا تھا۔ اُسمین جس قدر حصہ خالص ریاضی سیکھنے کا مؤید تھا اُسکو اُسنے قصدًا نکال ڈالا اور اُس علم کے پرجوش طالبون پر کئی سخت حملہ کرگیا۔ اس امر کے ہمارے نزدیک ایک ہی معنی ہوسکتے ہین یعنی بیکن کا ان مشاغل سے جو بلاواسطہ انسان کی حالت درست کرتے ہین عشق" اور اُن مشاغل سے جو صرف شوقیہ ہین اُسکی انتہا سے بڑھی ہوئی اور اعتدال سے گذری ہوئی نفرت" حتے کہ وہ اِس سے ڈرتا تھا کہ کہین میرے قلم سے کوئی ایسا لفظ نہ نکلجائے جو کسی ذکی الطبع شخص کو ایک گھڑی بھر کے لیے بھی اُن خیالات کی طرف متوجہ کردے جو ایک خیالی گھوڑا دوڑانیوالے کے لیے زیادہ شایان ہین۔ اسے بہتر معلوم ہوتا تھا کہ وہ ایک گھنٹہ بھی عالم مادی پر انسان کی حکومت ہی بڑھانے مین صرف کیا جائے۔ اگر بیکن نے اس امر مین غلطی کی تو ہم مزید کہین گے کہ اس رائے کے مخالف اصول پر

جو غلطی افلاطون سے ہو گئی ہو اُس سے بیکن کی غلطی بھی اچھی۔ ہمکو ایسا فلسفہ ہرگز نہین پسند ہی جو روم کی اُن قدیم عورتون کا ایسا ہو جو اپنا جوبن قائم رکھنے کے لیے بانجھ کرنے والی دوائین کھالیا کرتی تھین۔ اور اس خوف سے کہ بعد پیسل نہ معلوم ہونے لگین بانجھ ہو جانے کی کوشش کرتی تھین۔

علم ہیئت کو لیجیے۔ یہ علم منجملہ اُن علوم کے تھا جنکی تحصیل کی افلاطون نے اپنے شاگردون کو تاکید کی تھی۔ مگر اُن بناؤن پر اور اُن ضرورتون سے جو عام قاعدۂ تخیل کے بالکل خلاف تھین۔ سقراط نے پوچھا "کیا مناسب ہی کہ ہم علم ہیئت کو سلسلۂ درس مین داخل کرین؟" جسکے جواب مین اُسکے نوجوان دوست گلاکن نے کہا" ہان۔ مین تو مناسب خیال کرتا ہون۔ اس لیے کہ موسمون۔ مہینون اور برسون کی کسی قدر واقفیت فوجی ضرورتون کے لحاظ سے مفید اور سودمند ہی۔ نیز فلاحت اور جہازرانی مین بھی اُس کا کام ہوتا ہی" یہ سُنکے سقراط نے کہا "مجھے یہ دیکھ کے ہنسی آتی ہی کہ عوام الناس کیطرف سے تمپر یہ الزام آجانے کا کس قدر خوف ہی کہ تم بیکار علوم کی تاکید کرتے ہو" اسکے بعد وہ اُن پاکیزہ اور شاندار الفاظ مین بیان کرتا ہی جو بقول مسٹر مے کے "اگر جوپٹیر† یونانی زبان بولتا ہوتا تو وہ بھی انھین الفاظ مین ادا کرتا" کہ "علم ہیئت کا فائدہ یہ نہین ہی کہ اُس سے زندگی کی ذلیل آسائشون کو ترقی دیجائے بلکہ اسکا فائدہ یہ ہی کہ وہ ان بیش بہا افکار مین ذہن انسانی کی مدد کرتا ہی جو صرف خالص قوت مدرکہ سے محسوس ہو سکتی ہین" سقراط کے نزدیک اجرام فلکی کی واقعی حرکت کا علم بیکار ہی۔ وہ بیان کرتا ہی کہ "وہ شکلین جنکی وجہ سے آسمان رات کو خوبصورت معلوم ہونے لگتا ہی بالکل ویسی ہی ہین جیسی شکلین مہندس بالو پر کھینچتا ہی۔

† جوپٹیر یونانیون کا مہا دیو ہی۔

یعنے کمزور ذہنون کی مدد کے لیے صرف نظائر اور شواہد ہین۔ ہمین چاہیے کہ انھین چھوڑ دین اور انکو اپنے ذہن سے بھلا دین۔ ہمکو وہ علم ہیئت حاصل کرنا چاہیے جو واقعی ستارون سے ایسا ہی مستغنی ہو جیسے علم ہندسہ کی سچائی ایک بد قطع کچے ہوے شکل کے خطوط سے مستغنی ہی۔ ہم خیال کرتے ہین کہ یہ ہیئت اگر بالکل نہین تو قریب قریب وہی ہیئت ہی جسکو بیکن نے پرسیتھیوس کے بیل سے تشبیہ دی ہی۔ یعنی ایک بہت چکنی سڈول کھال جسمین صرف بھس بھرا ہوا ہو دیکھنے مین تو بہت اچھا اور نہایت خوشنا مگر گوشت ندارد۔ وہ شکایت کرتا ہی کہ "علم ہیئت جو فلسفۂ طبعی سے جدا اور علحدہ کر دیا گیا اس سے علم ہیئت کو سخت نقصان ہو چکا ہیئت فلسفۂ طبعی کا ایک نہایت ہی زرخیز صوبہ تھا مگر ریاضی کی سلطنت مین ملا دیا گیا" وہ کہتا ہی کہ "دنیا کو ایک دوسری قسم کے علم ہیئت کی بڑی ضرورت ہی۔ جو ایک زندہ ہیئت ہو یعنی جو اجرام فلکی کی ٹھیک ٹھیک ماہیت۔ حرکت اور اُن کی تاثیرات کو بتا سکے۔"

منجملہ انسانی ایجادون کے سب سے بڑی اور سب سے زیادہ مفید حروف تہجی کی ایجاد ہی۔ افلاطون اس سے بھی بخوبی خوش نہوا۔ معلوم ہوتا ہی افلاطون کا یہ خیال تھا کہ حروف نے ذہن انسانی پر وہی اثر کیا جو اثر چلنا سیکھنے مین لکڑی کی گاڑی یا پیرنا سیکھنے مین کاگ جسم انسان پر کرتے ہین۔ اُسکی راے مین حروف تہجی ایک ایسا سہارا تھے جسے جن لوگون نے استعمال کیا وہ اُسکے عادی ہو گئے۔ جس نے پہلے تو محنت کو غیر ضروری بنایا اور آخرکار بالکل غیر ممکن کر دیا۔ اُسکی راے ہی کہ حروف تہجی سے اگر ایسی فریبدہ مدد نہ لی جاتی تو قواے دماغی کو زیادہ نشو و نما حاصل ہوتا۔ لوگون کو مجبوراً فہم و حافظہ کی مشق کرنا پڑتی اور فکر عمیق و مستقل محنت کو کام مین لاکر حقائق موجودات مین کامل واقفیت حاصل کر لیتے۔ اُن ان کا علم سینہ بسینہ ہوتا بہ خلاف اسکے اب زیادہ علم سفینہ مین ہوتا ہی اور سینہ مین بہت کم ہوتا ہی

اس لیے کہ انسان کو اطمینان رہتا ہی کہ جب ضرورت ہو گی گھڑی بھر مین واقفیت حاصل کر لو نگا - اور اسی باعث وہ اُس واقفیت کو اپنے ذہن سے محو ہو جانے دیتا ہی - ایسے شخص کی نسبت ہرگز نہین کہا جا سکتا کہ وہ کچھ جانتا ہی - اُسمین صرف دکھانے کی عقل ہی اور حقیقت مین کچھ نہین - ان رایون کو افلاطون نے خود تو نہین کہا مگر قدیم بادشاہ مصر کی زبان سے کہلوایا ہی - لیکن سیاق عبارت بتا رہا ہی کہ یہ خود اسی کی رائین ہین - کونکٹیلین کا بھی یہی خیال ہی کہ یہ رائین اصل مین افلاطون ہی کی ہین - اور واقعی غور سے دیکھا جائے تو بالکل افلاطونی اصول کے مطابق ہین -

بیکن کے خیالات کو انسان بآسانی سمجھ سکتا ہی کہ ان اصول کے بالکل خلاف ہین - وہ کہتا ہی " قوت حافظہ بغیر اعانت تحریر کے کسی مفید علم کی ترقی کے متعلق کچھ نہین کر سکتی " وہ تسلیم کرتا ہی کہ " حافظہ کی تربیت اس حد تک ہو سکتی ہی کہ اس سے بڑے بڑے کھیل اور بڑے بڑے تماشے دکھائے جا سکین " لیکن اس قسم کے کرتبون کی وہ اپنے اعتقاد مین کوئی وقعت نہین سمجھتا - وہ بیان کرتا ہی کہ " میرے ذہن کی عادت ہی کہ وہ کسی کمال کی زیادہ قدر نہین کرتا جب تک اُس سے نوع انسان کو کوئی عملی فائدہ نہین پہونچتا - چاہے وہ کمال کیسا ہی نایاب ہو - اُن حافظہ کی کاریگریون کو وہ محض رسی پر ناچنے والون اور بازیگرون کے کرتب شمار کرتا ہی - وہ کہتا ہی " یہ دونون فعل یعنی رسی پر ناچنا اور بڑے بڑے کرتب دکھانا قریب قریب ایک ہی قسم کے ہین - فرق یہ ہی کہ ایک مین قوائے جسمانی بُری طرح استعمال کیے جاتے ہین اور دوسرے مین قوائے ذہنی خراب کیے جاتے ہین - دونون سے شاید یہ ممکن ہو کہ ہمارے دلون مین حیرت کے مادہ کو ایک حرکت ہو جائے لیکن دونون مین سے ایک بھی اس امر کا مستحق نہین ہی کہ

ہم اُسکی کچھ تعظیم کرین -

علم طب کے فوائد افلاطون کو بہت مشتبہ نظر آئے - سخت عارضون سے صحت حاصل ہونا یا حوادث و آفات سے جو ضرر پہونچ جایا کرتے ہین اُن سے نجات پانا اُن کے تسلیم کر لینے مین وہ کوئی عذر نہین کرتا تھا - لیکن ایک ایسا فن جو تدریجًا انسان کی بیخ کنی کر دینے والے امراض مزمن کو روکتا ہی جو ان اجسام کو اچھا کرتا ہی جنھین عیاشی نے کمزور کر دیا ہی - بسیارخوری نے پھلا دیا ہی یا شراب نے جلا ڈالا ہی جو عیاشی کی قدرتی سزا کو گھٹا گھٹا کے پھر اُسکی ترغیب کرتا ہی اور زندگی کو جبکہ دماغ اپنی تمام قوتین کھو چکا ہو بڑھاتا ہی ایسے فن کی عظمت کرنے مین وہ بالکل نہین شریک تھا - اس زندگی کو جو علم طب کی کوششون سے بڑھ گئی ہو وہ ایک لنبی موت کہتا تھا - وہ کہتا تھا "فن طب کی مشق کو اُسی حد تک جائز رکھنا چاہیے جہان تک وہ صحیح القویٰ انسان کے اتفاقیہ امراض کو اچھا کرنے مین کام آئے - اور وہ لوگ جنکے قوے خراب ہو چکے ہین اُنکو مرنے ہی دو - جتنا جلد مرین اُتنا ہی بہتر ہی - ایسے لوگ نہ لڑائی کے کام کے ہین - نہ حکومت کے کام کے - نہ خانگی انتظام درست کر سکتے ہین - نہ مشاغل علمی کی طرف متوجہ ہو سکتے ہین - کسی سخت دماغی مشق مین مشغول ہوتے ہین تو اُنکا سر گھومنے لگتا ہی - اور محض بیکار ہو جاتے ہین اور ان سب بلاؤن کو وہ غریب فلسفہ کے سر منڈھتے ہین - سب سے بہتر چیز جو ایسے لوگون کو پیش آسکتی ہی وہ یہی ہی کہ اُنکی زندگی کا خاتمہ ہو جائے" افلاطون اپنے اس قول کی تائید مین یونان کی دیو بانی سے سندین پیش کرتا ہی اور اپنے شاگردون کو یاد دلاتا ہی کہ "ایسکولیپیس کے بیٹون کا جیسا علاج ہومر نے بیان کیا ہی وہ عوارض بیرونی تک محدود تھا"

بیکن کا اصول اسکے بالکل خلاف تھا۔ تمام علوم مین سے جس علم مین وہ سب
سے زیادہ دلچسپی لیتا تھا وہ وہی علم تھا جسے افلاطون کی راے مین کوئی مہذب جماعت
روا نرکھتی۔ انسان کو کامل بنانا بیکن کے فلسفہ کا کوئی حصہ نہ تھا۔ اُسکا ناچیز منشا
غیر کمل انسانون کو راحت پہونچانا تھا۔ اُس کے فلسفہ کا فیض اُس مبدء فیاض کے فیض سے
بہت ملتا ہوا تھا جسکا آفتاب بُرے اور اچھے دونون پر اپنے نور کی شعاعین ڈالتا ہی اور
جسکا مینھ منصف اور غیر منصف دونون کے فائدے کے لیے برابر برستا ہی۔ افلاطون کی
راے مین انسان فلسفہ کے لیے بنایا گیا تھا۔ اور بیکن کی راے مین فلسفہ انسان کے لیے
بنایا گیا تھا۔ بیکن کا پچھلا فلسفہ علت اور موجب تھا ایک خاص نتیجہ کے لیے۔ وہ نتیجہ کیا تھا؟
وہ تھا انسانی مسرتون کو بڑہانا۔ اور خدا کی پیدا کی ہوئی لکھوکھا مخلوق کی تکلیفون کو
گھٹانا۔ جو خود نہ فلسفی ہین اور نہ جنکی نسبت ممکن ہی کہ فلسفی ہوجائین۔ اور یہ خیالات کہ
ایک دائم المرض شخص جسکو پہیےدار آرام کرسی پر بیٹھکر روشون کی سیر کرنا اچھا معلوم
ہوتا ہو۔ جسکو مرغی کے شوربہ مین اور ہلکے پانی مین ملی ہوئی شراب مین مزا آتا ہو۔ اور جو
ملکہ نوار* کے قصون پر قہقہہ لگاتا ہو وہ گردن زدنی تصور کیا جائے اسلیے کہ وہ طائمیس** بغیر
درد سر کے نہین پڑھ سکتا یہ ایک خیال تھا جسکو انگریزی مدرسہ فلسفہ نے خلاف انسانیت
سمجھ کے بالکل نامنظور کردیا۔ ایسے دائم المرض کے لیے عمدہ باغ کی کرسی ایجاد کرنا۔ ایسی
ترکیب نکالنا جس سے دوا اُسکو زیادہ لذیذ معلوم ہو۔ ایسے اغذیہ تجویز کرنا جنکو وہ بسہولت
کھا سکے۔ اور ایسے تکیے ایجاد کرنا جنپر وہ نیند بھر سو سکے ان سب باتون کو بیکن اپنے نزدیک

* بامذاق قصہ ہے۔
** ایک نہایت مشکل کتاب

ایک فلسفی کی عزت کے خلاف نہیں خیال کرتا تھا - اور اس قسم کے سب کام اُس حالت مین کرتا تھا جبکہ اس امر کی ذرا بھی امید نہوتی تہی کہ اُس بیچارے مریض کا ذہن کسیقدر بھی یا کبھی خیالی حسن اور خیالی نیکی کے غور کرنے کے قابل ہوگا - جس طرح افلاطون نے فن طب کے مفید عام ہونے پر اپنی نفرت کو واجب اور ضروری ثابت کرنے کے لیے یونان کے مذہبی قصہ نقل کیے تہے اسی طرح بیکن نے اس فن کی عظمت کو الزام سے بری رکھنے کے واسطے جناب مسیح کی نظیر کی طرف توجہ کی ہی اور لوگون کو یاد دلایا ہی کہ روحانیات کے اُس سب سے بڑے حکیم نے بھی جسم کے معالج ہونے سے نفرت نکی -

علم طب کو چھوڑ کر جب ہم وضع قانون کی طرف جھکتے ہین تو وہان بھی وہی فرق بین ان دونون بڑے فلسفیون کے اصول مین پاتے ہین - افلاطون نے قوانین پر مکالمہ کے شروع ہی مین یہ بات اصل اصول کے طور پر قرار دے لی ہی کہ قانون کی غایت انسان کو نیک بنانا ہی - وہ بیہودہ نتیجہ جو اُس شکل سے نکلتا ہی اُسکا بتانا بے فائدہ ہی - بیکن خوب اچھی طرح جانتا تھا کہ ہر جماعت کی خوشی اسکے ممبرون کی نیکی پر کس حد تک منحصر ہی اور وہ یہ بھی جانتا تھا کہ نیکی کی ترقی کے واسطے واضعان قانون کیا کر سکتے ہین اور کیا نہین کر سکتے - وہ رائے جو اُسنے توضیع قانون کی غایت اور اُس غایت کے حاصل کرنے کے ذریعون کی نسبت دی ہی ہمین ہمیشہ بہت ہی صائب معلوم ہوئی حتے کہ اُسکے تصانیف مین جابجا اس قسم کی اور عمدہ عمدہ باتین جو کثرت سے موجود ہین ہمین یہ رائے اُنسے بھی اچھی معلوم ہوتی ہی مجموعہ غایت کیا ہی ؟ رعایا کی بہبودی وہ ذریعے کون سے ہین ؟ اخلاقی اور مذہبی تعلیم دینا - ہر چیز جو بیرونی دشمنون کے حملون کے روکنے کے واسطے ضروری ہی اُسکو مہیا کرنا - اندرونی نظم ونسق کو قائم رکھنا - دیوانی - مالی اور تجارتی طریقے مقرر کرنا جسکے انتظام سے دولت جلدی جلدی جمع کیجاسکے اور لوگ امن وامان

اس سے منتفع ہو سکین۔

نیز اُس طریقہ مین جسکی بنا پر قوانین بنائے جانا چاہیے اُس یونانی اور اُس انگلش حکیم کی رای مین زمین آسمان کا فرق ہی۔ افلاطون کے نزدیک تمہید لازمی ہی۔ بیکن اُسکو مفرخیال کرتا ہی۔ ہر ایک کی راے اپنے خیال کے مطابق اور اپنی جگہہ پر درست ہے۔ افلاطون کا چونکہ خیال تھا کہ قانون کی غایت انسان کے اخلاق کی اصلاح ہی لہذا وہ بہت صحیح نتیجہ نکالتا تھا کہ "ایک ایسا قانون جو صرف حکم دیتا ہی اور دھمکایا کرتا ہی مگر نہ تو انسان کے دل کو قائل کرتا ہی نہ دل پر کوئی اثر ڈالتا ہی بے شک وہ ایک نہایت ہی غیر مکمل قانون ہی" ایک ایسا شخص جو دل مین چور ہی اُسکو چوری سے باز رکھنے پر یا ایک ایسا ناخلف بیٹا جسے اپنی ماں سے نفرت ہی اُسکو ماں کے مارنے کو ہاتھ اُٹھانے سے صرف روکدینے پر افلاطون کو قناعت نہ تھی۔ جس اطاعت کی قدر افلاطون کرتا تھا وہ اُس قسم کی تابعداری تھی جیسی تابعداری عقل یا فہم روشن اور واضح دلیل کی کرتی ہی اور جیسی اطاعت طبیعت نیک نیکنامون اور نیکی کے مسائل کی کرتی ہی۔ فی الحقیقت اُسکے عقیدہ سے خوف ہوتا ہی کہ ہر قانون کے شروع مین ایک فصیح اور پر اثر نصیحت نامہ لگاکے وہ تعذیری احکامات کو بہت کچھ فضول ثابت کر دیگا۔ بیکن کو کوئی ایسی خیالی امید نہ تھی۔ اور افلاطون نے جو طریقہ تجویز کیا تھا اُسکی عملی دشواریون کو وہ خوب اچھی طرح جانتا تھا۔

یہ دونون بڑے فلسفی جنکا ہم نے مقابلہ کیا ہی ان مین سے ہر ایک نے ایک فلسفیانہ قصہ کے ذریعہ سے اپنے اپنے اصول کی تشریح کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ اور دونون اپنے اپنے قصہ کو ناتمام چھوڑ گئے۔ اگر افلاطون کی زندگی اس قدر وفا کرتی کہ وہ اپنی کتاب کرائٹیاس ختم کر سکتا تو اس نفیس قصہ کا نیو اٹلینٹس سے مقابلہ کر کے ہم ان نظائر اور مثالون سے بھی

زیادہ عجیب و غریب مثالین پیش کر سکتے۔

اب ہم دونون کے خیالات کو جمع کرکے دیکھتے ہین۔ افلاطون کے فلسفہ کا یہ منشاء تھا کہ انسان مین الٰہی اور اشراقی خیالات پیدا کرکے اُسکو ایک دیوتا کے درجہ پر پہونچا دے۔ بیکن کے فلسفہ کی یہ غرض تھی کہ انسان جب تک انسان ہے اُس وقت تک اُسکی ضرورتون کو پورا کرے۔ افلاطون کے فلسفہ کا یہ مقصد تھا کہ ہمکو ہماری ذلیل خواہشون سے بالکل بے پروا اور مستغنی کردے۔ بیکن کے فلسفہ کا یہ منشاء تھا کہ ہماری ذلیل خواہشون کو پورا کرے۔ پہلے کی غرض شریفانہ خیالات پر مبنی تھی مگر دوسرا سہل الوصول تھا۔ افلاطون نے کمان بے شک اچھی کھینچی تھی مگر درحل کے ایٹس کی طرح اُسنے تارون کو اپنا نشانہ قرار دیا تھا اور یہی سبب تھا کہ باوجودیکہ قوت اور ملکہ کی کمی نہ تھی مگر نشانہ خطا کر گیا۔ اُسکا تیر نہایت روشنی اور بڑی چمک دمک کے ساتھ البتہ چلا مگر پڑا کسی چیز پر نہین۔

لیکن بیکن نے ایسا نشانہ تاکا تھا جو زمین ہی پر تھا اور تیر کی ٹھیک زد پر تھا لہذا اُسکا نشانہ ٹھیک بیٹھا۔ افلاطون کا فلسفہ الفاظ مین شروع ہوا اور الفاظ ہی پہ ختم ہوا۔ الفاظ البتہ نہایت ہی بلیغ تھے اور ایسے تھے کہ اُن کی نسبت امید کیجا سکتی تھی کہ کسی ایسے نہایت ہی نفیس دماغ والے شخص کی زبان سے ظاہر ہون گے جو انسان کی عمدہ سے عمدہ زبان (یونانی) پہ قدرت کامل اور اُس مین مہارت تامہ رکھتا ہو۔ مگر بیکن کا فلسفہ تحقیقات اور تجربہ کی زمین پہ شروع ہوا اور فنون پہ ختم ہوا۔

قدیم فلسفیون کو اس پر بڑا فخر اور ناز تھا کہ اُنکے اصول ذہن انسانی کو اعلی درجہ کی عقل اور منتہائے خوبی و نیکی کے رتبہ پر پہونچاتے ہین۔ اور حقیقت مین صرف یہی عملی فائدہ تھا جسکے کر دکھانے کا دعوے عہد عتیق کے مشہور سے مشہور معلمون نے کیا تھا۔ آمین بھی

شک نہین کہ اگر اُن سے یہ کام پورا ہوگیا ہوتا تو وہ زیادہ مدح وثنا کے مستحق ہوجاتے بہ نسبت اسکے کہ اُنھون نے بہت ہی مفید دوائین ایجاد کی ہوتین یا بہت بڑی طاقت کی کلین بنائی ہوتین - لیکن سچ یہ ہی کہ اُنھین امور مین جن کے ذریعے سے وہ انسان کو نفع پہونچانے کا دعوی کرتے تھے خاص اُنھین امور مین جن کی وجہ سے اُنھون نے تمام ذلیل فوائد انسانی کو ترک کر دیا تھا اُنھون نے کچھ نہین کیا بلکہ کچھ نکرنے سے بھی بدتر کیا - اُنھون نے اُس بات کا تو وعدہ کیا جسکی تکمیل غیر ممکن اور محال تھی اور جس امر کا پورا ہونا ممکن تھا اُس کی جانب سے نفرت ظاہر کی اُنھون نے دنیا کو بڑے بڑے وزنی الفاظ اور لمبی لمبی ڈاڑھیون سے بھر دیا اور پھر اُنھون نے اُسکو ویسا ہی خراب اور ویسا ہی جاہل چھوڑا جیسا کہ اُنھون نے پایا تھا -

مڈل سکس* مین پوتے دو بیگھے زمین یٹوپیا† کے ایک صوبہ سے بہتر ہی - اور ذرہ برابر نفس الامری اور واقعی نفع ممتنع الحصول بڑے بڑے وعدون سے اچھا - اسمین کوئی شک نہین کہ فرقہ اسٹوئک کا ایک عقلمند متنفس بہ نسبت ایک دخانی کل کے زیادہ شاندار شی ہوگا - مگر دخانی کلین موجود ہین اور فرقہ سٹوئک کا عقلمند آدمی ابھی پیدا ہونے کو ہی - ایک فلسفہ جو انسان کو اُس حالت مین کامل طور پر خوش رہنے کے قابل بنا سکے جب وہ درد سے تڑپ رہا ہو اُس فلسفہ کے بہ نسبت بدرجہا بہتر ہوگا جو درد کو کم کرتا ہی - مگر ہم جانتے ہین کہ ایسی دوائین موجود ہین جنسے درد مین تخفیف ہوجائیگی اور اسکے ساتھ ہم یہ بھی جانتے ہین کہ پرانے عقلا خود بھی دانت کے درد کو اُتنا ہی ناپسند کرتے تھے جتنا اُنکے پڑوسی ناپسند کرتے تھے - ایک فلسفہ جو حرص کو مٹادے بےشک اُس فلسفہ سے بہتر ہوگا جو حفاظت مال کے واسطے

* انگلستان کا ایک ضلع -

† (جسکے معنے ہین کبھی نہین) ایک جزیرہ جسکو سرٹامس مور کے خیال نے آباد کیا ہے -

قانون بنائے - لیکن ایسے قانون کا بنانا ممکن ہو جو ایک حد تک مال کی حفاظت کر سکین اور ہم نہین سمجھتے کہ اُن اصولون مین کا کوئی اصول جو فلسفۂ قدیم نے مہیا کیے ہین حرص کو کیونکر مٹا سکتا ہی - ہم تحقیق کے ساتھ جانتے ہین کہ وہ اگلے فلسفی خود دوسرے لوگون سے کسی بات مین افضل نہ تھے - اسکا ثبوت نیز دوستون کی شہادت سے پہونچتا ہی اور نیز دشمنون کی شہادت سے - خود ایپکٹیٹس اور سنیکا کے اقرارون سے خود لوشین کی ناک بھون چڑہانے سے اور خود جوونیل کی سخت بدزبانیون سے یہ صاف ظاہر ہی کہ یہ نیکی و صلاح سکھانے والے اپنے پڑوسیون کے سارے عیوب خود اپنی ذات مین بھی رکھتے تھے - جن پر زدہ دریا کا عیب المضاحف تھا - بعض لوگ غالباً بیکن کے فلسفہ کا مقصد ایک ذلیل مقصد تصور کرین گے مگر وہ اس سے نہین انکار کر سکتے کہ وہ مقصد بھلا ہو یا بُرا حاصل ہو گیا - وہ انکار نہین کر سکتے کہ وہ شی جسے بیکن "پھل" کہتا تھا اُس مین ہر سال کچھ نہ کچھ ضرور اضافہ ہوتا ہی - وہ اس سے نہین انحراف کر سکتے کہ بنی آدم نے بیکن کی بتائی ہوئی راہ پر چلنے سے بہت کچھ ترقی کی اور برابر ترقی کرتے چلے جاتے ہین - اب ہم پوچھتے ہین کہ آیا قدیم فلسفیون کے عہد مین اور اُن کی کوششون سے بھی کوئی ایسی ترقی کی حرکت نمایان ہوئی تھی؟ آیا آٹھ سو برس تک فصاحت و بلاغت چھانٹنے کے بعد بھی اُنھون نے دنیا کی حالت کچھ اُس حالت سے بہتر کر دی تھی جبکہ اُنھون نے اپنا کام شروع کیا تھا؟ ہمارا عقیدہ ہی کہ خود اُن فلسفیون مین ترقی درکنار اولٹے روز افزون تنزل ہوتا رہا - ایک وہم باطل و ضعیف الاعتقادی جسے دیمقراطیس یا انکزاغورس نے نفرت کے ساتھ نامنظور کر کے نکالدیا ہوتا وہی مدرسہ افلاطون و سٹوئک مین اُسکے بڑہاپے کے وقت داخل ہو کر اُسکی اخیر ذلت کا باعث ہوئی - بولنے اور باتین بنانے کی ناکام

گوشہ نشین جو ایک ننھے سے بچہ مین بھلی اور دلچسپ معلوم ہوتی ہین اگر کوئی سن رسیدہ اور مفلوج اُن مین اپنی مشق دکھائے تو اُس پر وہ بڑی معلوم ہوتی ہین - اور اسی طرح وہ دیوپانن کے نغوا ورمہمل قصہ جو ابتدائی یونانی نظم مین بہت ہی دلکش معلوم ہوتے ہین وہ جب فلسفہ یونان کی کبرسنی کے عہد مین سنے جاتے ہین تو سُنکے دلون مین ایک جوش پیدا ہوتا ہی جس مین نفرت اور افسوس دونون طرح کے جذبات ہوتے ہین - ہم بخوبی جانتے ہین کہ بندوقین - چاکو - چھریان - دوربینین - گھڑیان - بمقابلہ ہمارے آبا کے عہد کے ہمارے زمانہ مین اچھی ہین اور نیز ہمارے آبا کے زمانہ مین بمقابلہ ہمارے اجداد کے عہد کی بہتر تھین - اس بنا پر ہمکو خیال کرنے کا موقع ہی کہ ایک فلسفہ جسکا فخر تھا کہ میرا مقصد ترقی اور صفائی قلب (روح) ہی اور جس نے اسی منشا سے جسم کو راحت پہونچانے کا ذلیل کام ترک کر دیا تھا اور جو سیکڑون برس تک بہت اعزاز کے ساتھ پھلتا پھولتا رہا اُسنے اخلاق مین بہت کچھ ترقی و اصلاح کی ہوگی - اب ہم پوچھتے ہین کیا واقعی ایسا ہوا تھا؟ ان مدارس فلسفہ پر چار صدی قبل بعثت حضرت مسیح کے اور چار صدی بعد بعثت کے غور کرو - ان لوگونکا جنھین ان مدارس نے ان دونون زمانون مین تربیت دی باہم مقابلہ کرو - افلاطون کا لبانیس سے مقابلہ کرو - پرکلیز کا جولین سے مقابلہ کرو - یہ فلسفہ اس امر کا معترف ہی نتھا بلکہ اسپر ناز کرتا تھا کہ سوا ایک امر کے اور ہر غایت کے واسطے وہ بالکل بیفائدہ ہی - اب ہم دریافت کرتے ہین کہ وہ ایک غایت بھی حاصل ہوئی ؟ مگر اس مین بھی شک ہی -

ہم نے بیکن کے فلسفہ کی غایت پر بہت عرصہ تک بحث کی اسلیے کہ اسی بنا پر اسی فلسفہ کے تمام اصول متبنی مین - اور کل باتین اسی سے نکلی ہین - واقعی کوئی شخص جس نے اپنی غایت بیکن ہی کی ایسی ٹھرائی ہوتی وہ سوا ان اسباب کے دوسرے اسباب

مشکل سے پیدا کر سکتا۔

ہم سمجھتے ہین کہ عوام الناس کی راے بیکن کی نسبت یہ ہی کہ اُس شخص نے منطق پہونچنے کا ایک نیا راستہ ایجاد کیا جسے تصفح یا استقرا کہتے ہین۔ اور یہ کہ استدلالی قضیون مین جو اُسکے زمانہ سے قبل مروج تھے اُسنے بعض مغالطہ گرفت کیے۔ یہ خیال قریب قریب ویسی ہی عمدہ بنیاد پر قائم ہی جس طرح کہ ازمنہ متوسطہ کے لوگون کی یہ راے تھی کہ ورجل ایک بڑا ساحر تھا۔ بہت سے لوگ جو ایسی فضول لغویات بکنے کے واسطے کہین زیادہ واقفکار ہین اس بارہ مین کہ بیکن نے واقعی اس معاملہ مین کیا کیا ایسی رائین رکھتے ہین جو ہمارے خیال مین غلط ہین

طریقہ تصفح یا استقرا پر بنی آدم ابتداے آفرینش دنیا سے عمل کرتے رہے۔ جاہل سے جاہل گنوار۔ بیخبر اسکول کے لڑکے یہان تک کہ دودھ پیتا بچہ بھی اُسکو برابر کام مین لاتا ہی۔ یہ طریقہ دہقان کو بتاتا ہی کہ اگر وہ جو بوئے گا تو اُسے گیہون نہین حاصل ہون گے۔ یہ طریقہ اسکول کے لڑکون کو سکھاتا ہی کہ بدلی والے دن ٹراؤٹ مچھلی پکڑنے کے واسطے زیادہ مناسب ہین۔ ہمارا خیال ہی کہ شیر خوار بچہ بھی اصول تصفح سے اپنی مان یا انا سے دودھ کی توقع رکھتا ہی اور باپ سے کچھ نہین۔

کچھ یہی غلط نہین ہی کہ بیکن نے اصول تصفح کو ایجاد کیا بلکہ یہ بھی نہین صحیح ہی کہ بیکن پہلا شخص تھا جسنے صحیح طور سے اس طریقہ کی تشریح کی اور اُسکے فوائد بیان کیے۔ ارسطا طالیس نے بہت قبل اس خیال بیکی لغویت ظاہر کر دی تھی کہ قضایاے استدلالی سے کبھی کوئی نیا اصول نکل سکتا ہی اور دکھا دیا تھا کہ ایسی ایجادین یقینا استقرا سے اور صرف استقرا سے کی جانا چاہیے اور طریقہ استقرا کی تاریخ بہت شرح و بسط کے ساتھ بتائی تھی۔

علاوہ اسکے بہت زیادہ عملی فائدہ استقرا کا اس تشریح کی طرف ہم منسوب نہین

کر سکتے جو بیکن نے نوم آرگینم کے دوسرے باب مین کی ہی۔ وہ حقیقت مین ایک بلیغ وصحیح تشریح ہی مگر وہ اس شی کی تشریح ہی جو ہم سب صبح سے شام تک کیا کرتے ہین اور جسکے کرنے کا سلسلہ خواب تک مین باقی رہتا ہی۔ ایک سیدھا سادہ آدمی اپنے پیٹ مین خلش پاتا ہی اسنے لارڈ بیکن کا نام کبھی نہین سُنا مگر وہ ٹھیک اسی قاعدہ پر چلتا ہی جو نوم آرگینم کے دوسرے باب مین لکھا ہوا ہی اور اپنے دل کو تشفی دے لیتا ہی کہ یہ فساد قیمہ بھرے ہوے سموسہ کا ہی "مین نے سموسہ دوشنبہ اور بدھ کو کھائے تھے اور رات بھر بدہضمی سے مجھے نیند نہین پڑی۔ مین نے منگل اور جمعہ کو کوئی سموسہ نہین کھایا اور مین اچھا رہا۔ مین نے بہت تھوڑا سا سموسہ اتوار کو کھایا تھا اور شام کو کچھ یون ہی سی طبیعت خراب ہو گئی تھی۔ مگر کرسمس ڈے کو مین قریب قریب سموسہ ہی کھا کے رہا اور اتنا بیمار رہا کہ بچنے کی امید نہ تھی۔ یہ اثر برانڈی کا نہین ہو سکتا جو مین نے اُن کے ساتھ پی تھی"، ہمارا مریض اسیطرح استدلال کرتا چلا جاتا ہی اور آخر مین رائے قائم کرتا ہی کہ قیمہ بھرے ہوے سموسہ مجھے نقصان کرتے ہین۔

ہم پھر کہتے ہین کہ نوم آرگینم کے دوسرے باب مین جو خیال ظاہر کیا گیا ہی نہ اُسکی حکمت مین ہمکو شک ہی نہ صحت مین لیکن ہم خیال کرتے ہین کہ بیکن نے اسکے مفید ثابت کرنے مین بہت مبالغہ کیا ہی۔ ہمارا خیال ہی کہ استقرا کا عمل اور بہت سے عملون کی طرح صرف اتنا جاننے سے کہ کیونکر اُسکو کرتے ہین زیادہ اچھی طرح نہین کیا جا سکتا ہی۔

جو کچھ ارسطاطالیس نے قدیم اصول استدلال کے متعلق کیا ہی بیکن نے نوم آرگینم کے دوسرے باب مین عمل استقرا کے واسطے کیا ہی یعنے اُسنے اُسکی تشریح بہت اچھی طرح کی ہی۔ اُسکے قواعد نہایت مناسب ہین مگر ہمکو اُنکی ضرورت نہین ہی کیونکہ وہ ہمارے

روزمرہ کے مشاغل سے مستخرج ہین۔

لیکن اگرچہ ہر شخص وہ عمل جو نوم آرگینم کے دوسرے باب مین بتلایا گیا ہو کرتا ہو مگر بعض اُسکو اچھی طرح کرتے ہین بعض بُری طرح کرتے ہین۔ بعض اُسکے ذریعہ صدق تک پہونچتے ہین اور بعض غلطی مین پڑ جاتے ہین۔ فرینکلن نے اُسکے ذریعہ سے بجلی کی ماہیت دریافت کرلی۔ ہزارون ایسے لوگ جنکا دماغ فرینکلن کا تا نہ تھا اسی کے ذریعہ سے حیوانون کی قوت مقناطیسی یقین کرنے لگے لیکن یہ اسوجہ سے نہ تھا کہ فرینکلن نے بیکن کے بتائے ہوئے طریقہ پر عمل کیا اور مسمر کے احمق معتقدین نے کوئی دوسرا طریقہ استعمال کیا تھا۔

ہمکو معلوم ہوتا ہو کہ فرق صحیح اور غیر صحیح استقراءین یہ نہین ہو کہ صاحب استقراے صحیح اس طریقہ پر عمل کرتا ہو جسکی تشریح نوم آرگینم کے دوسرے باب مین کی گئی ہو اور غلط استقراء والا کسی دوسرے طریقہ پر عمل کرتا ہو۔ وہ دونون ایک ہی عمل کرتے ہین۔ مگر ایک بیوقوفی اور لاپروائی کے ساتھ کرتا ہو دوسرا اسکو صبر۔ توجہ اور ہوش کے ساتھ کرتا ہو۔ تعلیم انسان کو بہت کم صابر اور متوجہ کرسکتی ہو اور اس سے بھی کم شعور والا اور ہوشیار بنا سکتی ہو۔ لوگون سے یہ کہدینا آسان ہو کہ تعصب سے ہوشیار رہو۔ ذری سی شہادت پر کسی بات کا یقین نہ مان لو۔ لیکن یہ قواعد بہت زیادہ عام ہین اُنسے کوئی عملی فائدہ نہین ہوسکتا۔ سوال ہو تعصب کیا چیز ہی؟ کتنی دیرتک وہ بے اعتقادی جس سے ہم نئے خیالات پر غور کیے جاتے ہوے دیکھتے ہین ایک عقلمندی کی اور فائدہ مند بے اعتقادی رہسکتی ہو؟ کس وقت وہ ایک ضرورت سے زیادہ شکی اور دلیل طلب طبیعت کی غیر مناسب ہٹ ہو جاتی ہو؟ خفیف یا کمزور شہادت کسے کہتے

ہین ؟ کتنے واقعات کا مجموعہ غیر کافی ثبوت ہے ؟ دس شہادتین کافی سمجھی جائین یا پچاس یا سو ؟ سب سے پہلے جس شخص نے سمندر کے کنارے آکے سکونت اختیار کی ہوگی وہ کتنے زمانے کے بعد سمجھ سکا ہوگا کہ مدوجزر کو چاند کے عروج و زوال سے تعلق ہی ؟ جنر کو کتنے تجربون کے بعد یقین آیا ہوگا کہ چیچک سے بچنے کا ایک حکمی علاج ہاتھ لگ گیا ؟ الغرض یہ اور اسی قسم کے اور بہت سے سوالات ہین جن کے صحیح اور شافی جواب ملنے کی ضرورت ہے۔ مگر بدنصیبی سے یہ ایسے سوال ہین جن کے صحیح جواب ملنے کی بہت کم اُمید کی جاسکتی ہے۔

استقرائی فلسفہ کی بنا پر ترتیب مقدمات کے جو اصول و قواعد لارڈ بیکن نے اختراع کیے ہین ممکن ہے کہ کوئی نتیجہ نہ حاصل ہوتے دیکھ کے ہم بھی ویسے ہی قاعدے منضبط کرلین۔ اسی طرح کے اصول جیسے کہ قریب قریب ہر شخص کے عمل درآمد مین ہین لیکن ایسے قاعدے اگرچہ صحیح اور سچے ہین مگر اُن کی ضرورت نہین۔ اسلیے کہ اُن سے درا صل صرف وہی باتین معلوم ہونگی جن پر ہم پہلے ہی سے عمل کر رہے ہین۔ ہمارے خیال مین اس امر مین کسی خاص اصول استقرائی کا قائم کرنا غیر ممکن ہے۔ اسلیے کہ اس عمل کو ایک تجربہ کار فیلسوف ایک طریقہ سے کرتا ہے اور ایک ضعیف الاعتقاد بڑھیا دوسرے طریقہ سے۔

اور اسی بنا پر ہمارا خیال ہے کہ بیکن اس بارۂ خاص مین غلطی پر تھا۔ اپنے اسی قسم کے غیر ضروری اصول کی اُس نے اس قدر تعریف کی ہے جس کے وہ درا صل مستحق نہین ہین۔ اُس نے جوش مین آکے یہان تک دعوی کر دیا کہ نامعلوم باتین دریافت کرنے کا جو طریقہ مین نے بتایا ہے اگر اُس پر عملدرآمد کیا گیا تو دنیا مین لوگون

کی جودت طبع زود فہمی اور ذہانت پر بہت کم دارومدار رہ جائے گا۔ اور سب فہن
اور سب عقلین ایک ہی درجے اور ایک ہی سطح پر آجائین گی۔ وہ اپنے فلسفہ کے
استقرائی اصول کو پرکار یا مسطر کے مشابہ بتاتا ہے جن سے مدد لے کے سب
ہاتھ یکسان کام کر سکتے ہین لیکن اگر اصل حقیقت پوچھیے تو یہ اس انگلستانی فیلسوف
کا مبالغہ ہے۔ اور ویسی ہی بات ہے جیسا کہ لِنڈلے مرے نے دعوی کر دیا تھا
کہ جو شخص میری نحو و صرف کی کتاب پڑھے گا ویسی ہی اچھی انگریزی لکھ سکے گا جیسی
ڈرائڈن لکھتا تھا۔ یا جیسا ڈاکٹر واٹلی نے وعدہ کیا تھا کہ جو لوگ میری منطق کو
پڑھین گے ویسا ہی استدلال کر سکین گے جیسا کہ چلنگ ورتھ کیا کرتا تھا۔
اور جو لوگ میری اُس تصنیف کو پڑھین گے جس مین فصاحت و بلاغت اور
معانی بیان کے اصول بتائے گئے ہین وہ برک کی سی معجز بیانی دکھانے
لگین گے۔ ایسے سب دعوے غلط ہوا کرتے ہین۔ چنانچہ بیکن بھی اپنے اُس دعوی
مین غلطی پر ہے۔ اور کوئی کافی ثبوت نہین پیش کر سکتا۔ اُس کے فلسفہ پر بخوبی
عملدرآمد شروع ہو گیا ہے۔ ڈھائی سو برس سے اُس کے اصول کو بہت اچھی
طرح کامیابی و سرسبزی حاصل ہے۔ مگر جیسا اُس نے دعوی کیا تھا سب فہمون کے
برابر اور یکسان ہو جانے کا کوئی ثبوت آج تک نہین ملا۔ ایک احمق اور ایک
عقلمند مین جتنا فرق پہلے تھا اِس وقت بھی موجود ہے۔ اور لطف یہ کہ اُن کا باہمی
فرق اُسوقت اور زیادہ نمایان طور پر نظر آنے لگتا ہے جب وہ اُن جستجوؤن مین
مشغول ہوتے ہین جن مین مستقل استقرا کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور جن کے لیے
بالتخصیص بیکن نے اپنے قواعد منضبط کیے ہین۔

قیاس استقرائی کے اجزا کی تحلیل اور اُن کا تجزیہ جس ہوشیاری و لیاقت سے بیکن نے کیا ہے اُس سے اگرچہ اُسکی ذاتی جودت طبع اور ذکاوت و ذہانت کا بہت کچھ ثبوت ملتا ہے مگر ہم اُس کے اِس کام کو بھی کچھ بہت مفید و بکارآمد نہین خیال کرتے۔ اِس قسم کے قیاسات کا موجد جیسا کہ ہم بتا چکے ہین بیکن نہ تھا۔ یہ بھی نہین کہا جا سکتا کہ وہی پہلا شخص ہے جس نے استقرار کے اجزار کو الگ الگ کر کے بتا دیا اور غلطی سے پاک رہا۔ گو اِس سے انکار کرنا ناشکری سمجھا جائے گا کہ اُن امور کو اُس نے اپنے تمام ماسبقون سے زیادہ توضیح و تشریح کے ساتھ بتایا۔ اِس کا بھی پہلا بتانے والا وہ نہین کہ صرف استقرار ہی سے نئی حقیقت اور صحیح ماہیت ظاہر ہو سکتی ہے۔ مگر اِن سب باتون کی ابتدار و ایجاد کو اُس سے چھین لینے کے بعد بھی کہا جا سکتا ہے کہ وہ وہ شخص تھا جس نے سب کے پہلے مناظرہ پسند اور جھگڑالو طبیعتون کو جو مدت ہاے دراز سے بے سود اور بے نتیجہ بحثون اور جھگڑون مین پھنسی ہوئی تھین اُن پیچیدہ اور دشوار جنگلون سے نکال کے صاف راستے اور نئی حقیقت کے ڈھونڈھ نکالنے کی طرف متوجہ کیا۔ اور اِس طرح سے استقرائی فلسفہ کو اُس نے وہ وقعت دے دی جو اِس سے پیشتر اِن غیر مقبول اصول کو کبھی نہین نصیب ہوئی تھی۔ فلسفۂ استقرائی مین بیکن کو جو اصلی منصب حاصل ہے وہ شاید اگر یون کہا جائے تو زیادہ وضاحت سے نظر آ جائے گا کہ وہ اِس سڑک کا بنانے والا نہ تھا۔ اِس راستہ کا پتہ لگانے والا بھی نہ تھا۔ وہ انجنیر بھی نہ تھا جس نے سب سے پیشتر اِس سڑک کی پیمائش کی ہو۔ مگر ہان وہ شخص تھا جس نے سب سے پہلے تمام دنیا کو ایک نہ ختم ہونے والے خزانے کی طرف متوجہ کیا جس سے

لوگ بالکل ناآشنا تھے اور جہان تک پہونچنا صرف ایسی سڑک سے گذر کے ہو سکتا تھا جس پر کوئی لائق و ذی ہوش آدمی بہت کم چلا تھا الغرض لارڈ بیکن نے جو کچھ کیا یہ تھا کہ جس سڑک پر صرف کسانون اور مزدورون کا گذر ہوتا تھا اُس پر اُس نے زیادہ معزز درجے کے لوگون کو چلا دیا۔

اُس کے اصول فلسفیانہ مین سے جو چیز بظاہر اُس کی ہے وہ وہ انجام نتیجہ سے ہے جسے خود اُس نے بھی اپنی طرف منسوب کیا ہے جب نتیجہ معلوم ہو جاے تو ہمارے خیال مین مقدمات مین بھی غلطی کا احتمال نہین رہ سکتا اگر اور لوگ بھی اُسی غرض کے حاصل کرنے کا ارادہ کرتے جس کے حاصل کرنے کی بیکن نے کوشش کی تو ہمین یقین ہے کہ وہ بھی اُنھین اصول کی پابندی کرتے جن کی پابندی بیکن نے اختیار کی ہے سینیکا حکیم کو اِس بات کا یقین دلا دینا بہت دشوار ہوتا کہ ایک ایسا چراغ ایجاد کرنا جو ہوا سے نہ گُل ہو سکے کسی فیلسوف کی عزت کے خلاف نہین علی ہذا القیاس حکیم طامس اکنیاس سے منطقی قضیون کی ترتیب کا کام چھڑا کے اُسے اِس امر کی طرف راغب کرنا کہ بارود ایجاد کرے کم مشکل نہ ہوتا مگر ہمارا دعوے تو یہ ہے کہ یہ دونون مذکورہ حکیم اگر بفرض محال اِن کامون کی طرف متوجہ کرنے جاتے تو اُنھین اصول کو اپنا دستور العمل بناتے جنھین بیکن نے بنایا ہے سینیکا ایک گھڑی بھر کو بھی اِس مین شک نہ کرتا کہ ہوا سے نہ بجھنے والے چراغ کا ایجاد کرنا مختلف تجربات کے سلسلہ ہی سے ہو سکے گا۔ اور طامس اکنیاس کے بھی دل مین کبھی یہ بات نہ آتی کہ اِس امر کے بتانے مین کہ ایک سیر بارود مین کتنے کوئلے کی ضرورت ہے اور کتنے شورے کی اُس کے طرز استدلال یا منطقی اشکال کو کچھ دخل ہے۔ ایسی غلطی جس طرح ارسطو سے نہ ہو سکتی

اسی طرح کسی عام اور معمولی ذہن کے آدمی سے بھی نہ ہوتی۔

صرف نئی حقیقتین دریافت کرنے اور نئی خاصیتون کا پتہ لگانے کے لیے بیکن نے لوگون کو اصول استقرائی سے کام لینے کی رغبت دلائی۔ مگر کچھ اسی پر منحصر نہین عام فیلسوف درکنار شاید اسکول کے لڑکے بھی اپنے دل مین فیصلہ کرسکین گے کہ نئی حقیقتون کا پتہ لگانے کا ذریعہ صرف یہی اصول ہوسکتے تھے تاہم بیکن نے یہ ضرور کیا کہ مقصد حقیقتون کے دریافت کرنے کے لیے اس نے لوگون کو ایک ایسا طریقہ بتا یا جس کی مدد لے کے وہ اصول استقرائی کو اچھی طرح اور ہوشیاری سے برت سکین۔ قدما جو اس سے پیشتر گذرے وہ اپنے ابتدائی اصول ہی سے خوش تھے۔ جن کو انھون نے نہایت محدود کوشش اور بے سلیقگی کے استقرار سے دریافت کر پایا تھا۔ اور ان مین ایسا نقصان کیون تھا؟ اسلیے کہ انکے فلسفہ نے عملی نتایج کو اپنی غرض ہی نہین قرار دیا تھا۔ کیونکہ ان کا فلسفہ صرف دماغی ورزش ذہن کی مشق۔ اور فکر کے منجھنے کے لیے تھا۔ جس شخص کو کوئی نئی کل ایجاد کرنا ہو یا نئی دوا ترکیب دینی ہو اس کا فرض ہے کہ استقلال وصبر کے ساتھ متوجہ رہے۔ آخر تک ثابت قدمی دکھائے۔ اور تجربہ پر تجربہ کرے۔ لیکن وہ شخص جو صرف بحث ومباحثہ ہی سے غرض رکھے یا دعوی کرنے کا کوئی نیا طریقہ ڈھونڈتا ہو اُسے ایسے ضبط وصبر کی ضرورت نہین۔ اور یہی وجہ ہے کہ وہ اُن چھوٹے چھوٹے مقدمات ہی سے راضی رہتا ہے جن کی بنیاد مفروضات پر ہے۔ یا جو نہایت ہی عجلت کے ساتھ تنگ محدود استقرار پر مبتنی ہین۔

پُرانے اسکول والون نے انھین آخر الذکر باتون پر عمل کیا۔ بعض اوقات اپنے اُن لغو اور تنگ محدود مقدمات پر اُنھون نے نہایت نیاقت سے بحث کی۔ اور اپنی اُس غرض پر

استقلال سے قائم بھی رہے مگر وہ غرض کیا تھی؟ کہ بجاے فطرت اور نیچر پر فتحیاب ہونے کے خود بحث پر فتح حاصل کرین ظاہر ہو کہ جتنا منطقی کمال کسی سچے مقدمہ پر استدلال کرنے مین دکھایا جا سکتا ہے اتنا ہی ایک جھوٹے مسئلہ پر بھی ممکن ہی۔ہم تو سمجھتے ہین کہ نئے فلسفہ کے متبع اور لارڈ بیکن کے ہم خیال و پیرو مفید حقیقتین دریافت کرنے کی غرض ملحوظ خاطر رکھنے کے بعد بھی اگر صرف خیالی استقراؤن پر عمارت قائم کرنے کے پیچھے پڑتے تو یقیناً وہ بھی ناکام و نامراد رہجاتے۔

اِس جانب خود بیکن نے اشارہ کیا ہے۔وہ کہتا ہے کہ تمام گذشتہ عہدون مین بھی جبکہ فلسفہ صرف کتب فروشون کی دوکان مین محدود تھا ایجاد و اختراع اور کلین بنانے کا فن ترقی کرتا رہا۔مگر اِس کا سبب کیا تھا؟ ظاہر ہے کہ صنعت و ایجاد والون کو اُس ناقص طریقۂ استقرار سے اطمینان نہ ہوتا تھا جسے ایک فلسفی نے اپنے علم کی غرض قرار دے رکھا تھا۔اچھا تو اسکا کیا سبب کہ کبھی صناع و مخترع کے مقابلہ مین ایک فلسفی زیادہ آسانی کے ساتھ مطمئن ہو جاتا تھا؟ یہ بھی صاف ہے۔صناع کی یہ غرض تھی کہ چیزون کو نئے سانچے مین ڈھالے۔مگر فلسفی صرف لفظون کو نئے سانچے مین ڈھالنے کا شوقین تھا۔

ایک اچھا قضیہ مرتب کرنے منطقی اشکال کے مطابق مختلف مقدمات کے ترتیب دینے یا دلیل کے بنانے مین بالکل صحیح اور غیر ناقص استقرار کی چندان ضرورت نہین ہے مگر ایک اچھا جوتا بنانے مین بغیر اُسکے کام نہین چل سکتا۔لہٰذا صناع اپنی حقیر مگر بکار آمد ضرورتون کے سلسلہ کی وسعت تک ہمیشہ ترجمان حقیقت یعنی نیچر کے مترجم رہے اور خیالی باتون سے کبھی علاقہ نہ رکھا۔مگر جب ایک خاص فلسفہ پیدا ہوا جس کی غرض

ہ کا یہ تھی کہ اپنی طاقت کے جمع کرنے اور انسانی ضرورتون کے پورا کرنے کے لیے
میں امر ایک صحیح حد اور بڑے پیمانے تک کیا جاے جیسے ضلع محدود وسعت اور
تنگ دائرے مین کرتا تھا۔ تو ان مقدمات کی سچائی جو منطقی طور پر زیادہ عظیم الشان
نہ تھے زیادہ وقعت واہمیت کے ساتھ ثابت ہوگئی۔ اور فوراً ناقص اور بے احتیاطی
سے حاصل کیے ہوئے استقراؤن سے جس پر اہل علم کو اپنے خیال مین پورا اطمینان
ہوگیا تھا ضرورتہ ان استقراؤن کے لیے جگہ خالی کی جو زیادہ صحیح واطمینان
بخش تھے۔

فلسفۂ استقرائی کی نسبت جو کچھ بیکن کا مقصود ہے وہ غالباً اس طریقہ سے
بخوبی بیان ہوسکے گا۔ قدیم غور کرنے والون کے اغراض ایسے اغراض تھے کہ
صحیح استقرا کے بغیر بھی حاصل ہوسکتے تھے۔ جس کا یہ لازمی نتیجہ تھا کہ ان علما سے
بصیرت نے استقرائی مقدمات کے ترتیب دینے کی طرف توجہ ہی نہین کی۔ مگر سب
کے خلاف اب بیکن نے لوگون کو اس غرض کے حاصل کرنے پر آمادہ کیا جس کا
سارا دارومدار استقرا ہی تھا۔ اور استقرا بھی کون؟ جو بالکل صحیح اور غیر مشتبہ ہو۔
اس کوشش کی یہ برکت تھی کہ استقرائی عمل پوری احتیاط و توجہ سے بجالایا گیا۔
یہ کوئی دعوے نہین کرسکتا کہ فلسفۂ استقرائی کی نسبت بیکن نے جو کچھ بیان کیا اس
سے اصل حقیقت خوب وضاحت سے آشکارا ہوجاتی ہے۔ بلکہ اگر یہ خیال کیا
جاے تو بھی شاید بیجا نہ ہوگا کہ جن کامون کو اس نے کیا انکی اصلیت دریافت
کرپانے مین اکثر غلطی ہوئی ہے۔ بلکہ پوری طرح وہ خود بھی نہین سمجھا تھا سمجھتا
کیونکر؟ اصل حقیقت تو یہ تھی کہ فلسفیون کے لیے کچھ قواعد منضبط کیے جائین۔

دیہ تھی کہ متعلق مقدمات کی ترتیب مین عمدگی و خوبی دکھائی جائے۔ بلکہ وہ تو صرف اتنی بات تھی کہ لوگون کو اُن مقدمات پر تصرف کرنے کا اسلوب و طریقہ معلوم ہو جاے۔ اور وہ بھی صرف اِس حیثیت سے کہ تمدن انسانی کو وسیع نفع پہونچ سکے ذہن انسانی کو ایک راستہ بتا دینا جو مدت ہاے دراز تک باقی رہ سکے صرف چند شاہنشاہی حوصلون کے ساتھ مخصوص ہے۔ لہذا یہ دریافت کرنا بیجا و بے لطف نہوگا کہ وہ کون سی اخلاقی و دماغی تعلیم تھی جس نے بیکن کو دنیا پر اتنا بڑا اور ایسا وسیع اثر ڈال دینے کے قابل بنا دیا؟ بیکن کے مزاج مین دو باتین ایسی جمع ہو گئی تھین جو کسی طبیعت مین بہت کم جمع ہوتی ہین۔ ایکطرف تو جرائت و دلیری۔ دوسری طرف سنجیدگی و دانائی۔ جو لمبے چوڑے وعدے اُس نے نوع انسانی سے کیے ممکن ہے کہ کسی تنک حوصلہ پڑھنے والے کی نظر مین اُن بیہودہ ہرزہ سرائیون سے زیادہ وقعت نہ رکھتے ہون جن کو کوئی ڈراما لکھنے والا کسی ایسے مشرقی فاتح کی زبان سے ظاہر کراتا ہے جو دولت و حشمت کے نشئے اور الو العزمی و بلند حوصلگی کے جوش مین اپنی ہستی کو بھول کے نصف کے قریب دیوانہ ہو گیا ہو۔ مگر انصاف یہ ہے کہ بیکن نے زبان سے جو کچھ کہا تھا کر دکھایا۔

فلسفہ کی ماہیت ہمارے نزدیک چار لفظون مین بیان کی جاسکتی ہے زیادہ اُمید تھوڑا یقین۔ اِس امر کے تسلیم کرنے پر آمادگی کہ کوئی چیز خواہ کیسی ہی غیر معمولی ہو عمل مین آسکتی ہے۔ اور اِس امر کا یقین کرنے سے گریز کہ کوئی غیر معمولی چیز کبھی عمل مین آچکی ہے یا وقوع پذیر ہو چکی ہے۔ اگر ان اصول

پر ہم غور کرین تو ہمین بیکن کے دلی خیالات مکمل طور پر نظر آجائین گے۔

اسی مزاجی خصوصیت کے مثل بیکن مین خاص قسم کی ذکاوت اور سمجھ بھی تھی انتہا درجہ کی نازک خیالی کے ساتھ وہ اپنے خیالات مین ایسی بے انتہا وسعت رکھتا ہے جیسی کہ اور کسی انسان مین شاید کبھی نہ نظر آئی ہوگی۔ اُس کے مضامین تا بحدے ہین کہ کوئی چیز اُس کی نظر سے مخفی ہی نہ تھی۔ اُسکی سمجھ بعینہ اُس عجیب و غریب طلسمی خیمے کے مثل تھی جو الف لیلہ کی پری بانو نے شاہزادہ احمد کو دیا تھا۔ تہ کر دو تو بچہ کے ہاتھ کا ایک کھلونا یا عورت کے ہاتھ کا سامان زیبائش مگر پھیلا دو تو ایسا وسیع اور اتنا بڑا کہ زبردست سلاطین کے بڑے بڑے لشکر اُس کے نیچے آرام کر سکتے تھے بیکن کی نسبت یہ کہنا تو شاید مبالغہ ہوگا کہ بہ لحاظ اپنی غائر نظر اور تہ کو پہونچ جانے والی فکر کے سب لوگون سے بڑھ گیا تھا۔ مگر ہان اِس مین شک نہین کہ وہ پورے اعتدال کے درجے کو پہونچ گیا تھا۔ اُس کا ذہن اور اُس کے خیالات کی وسعت خود اُسکی تھی جس نظر سے اُس نے علمی دنیا کو دیکھا وہ اُس نظر کے مشابہ تھی جس سے کوئی فرشتۂ مقرب آسمان کے نورانی کوٹھے سے دُنیاوی مخلوق کو دیکھے۔

اُس کے علم کو اورون کے علم سے وہی نسبت تھی اور وہی امتیاز حاصل تھا جو کرۂ زمین کے ایک مکمل نقشہ کو مختلف ممالک کے متفرق نقشون کی کتاب کے مقابل مین ہوتا ہے انگلستان۔ فرانس۔ اور جرمنی وغیرہ کے متفرق نقشون مین اُن ملکون کی سڑکین۔ چھوٹے چھوٹے شہر۔ اور تمام قصبات زیادہ وضاحت سے نظر آسکتے ہین۔ مگر اُن مین جب ہم انگلستان کو دیکھ رہے ہون فرانس کی کوئی چیز نظر نہین آسکتی

اور جب فرانس کو دیکھتے ہون انگلستان کی ہر کیفیت آنکھون سے غائب ہوتی ہے
یارک اور برسل یا ڈنڈی ایڈن اور برگیپ کی وضع و حالت اور فاصلہ معلوم کرنا ہو تو
البتہ ہمین متفرق نقشون سے مدد مل سکتی ہے لیکن اگر ہم فرانس اور مارٹینیک یا
انگلستان اور کیلینڈا کی حالت اور ان ممالک کا فاصلہ دریافت کرنا چاہین تو اُن کی
طرف توجہ کرنا بیکار ہوگا۔ پورے کُرے کے نقشہ پر ہم اپنے پاس پڑوس کے
تمام شہرون اور گاؤن کو نہ پائین گے مگر اُس سے یہ بخوبی دریافت کر سکین گے
کہ دنیا کی تمام سلطنتون مین باہم کیا نسبت ہے اور اُن کی وسعت کتنی ہے۔

بیکن نے اکیس برس کی عمر مین اپنے چچا لارڈ برسلے کو ایک خط بھیجا تھا اُس
مین لکھتا ہے "میرا منصوبہ ہے کہ سارے علم کو اپنا صوبہ بنالون" کوئی اور نوعمر آدمی
بلکہ بہ تعمیم کہا جاسکتا ہے کہ کوئی اور شخص ایسا کہتا تو اُسکی ایسی بیہودہ لاف زنی پر قہقہے
اُڑائے جاتے۔ مگر بیکن اپنے منصوبے مین دُہن کا پکّا تھا۔ اور کوئی نہین کہہ
سکتا کہ جس وسیع حکومت کو اُس نے فتح کرنا چاہا تھا نہین فتح کرسکا۔ ہزارہا بیکن سے
بدرجہا زیادہ بڑھے چڑھے ریاضی دان۔ علماے ہیئات و نجوم۔ کیمیائی ترکیبون کے
واقف کار۔ حاذق طبیب۔ اور نباتات و معدنیات کے مبصر گذرے ہین طبیعیات کا
کوئی فن حاصل کرنے کے لیے کوئی شخص بیکن کی کسی تصنیف کیطرف توجہ نہ کرے گا۔
بعینہ جس طرح وہ شخص جو ایک ہی چھوٹے صوبے کے دو اونٹے گاؤن کا فاصلہ
دریافت کرنا چاہتا ہو سارے کرۂ زمین کے عام نقشہ کی طرف توجہ نہین کرسکتا مگر
جو فن بیکن نے سکھایا وہ کسی خاص امر مین ترقی کرنے یا کسی مخصوص چیز بنانے کا
فن نہ تھا بلکہ وہ فنون کے ایجاد کرنے کا فن تھا۔ جس علم دہر کا بیکن تمام عالم سے

کو سبقت لے گیا وہ علوم کے تمام اقسام کے اصلی رشتون اور اُن کے باہمی تعلقات کا دریافت کرنا تھا۔

بیکن نے اپنے قیمتی خیالات جس وضع سے ظاہر کیے وہ بھی بالکل نرالی تھی حجت اور مناظرہ جن باتون مین مبتلا رہنے کا الزام اُس نے اکثر فلاسفۂ سلف کو دیا ہے اُن چیزون سے اُسے مس بھی نہ تھا۔ اُس بڑے طوفان تعصبات مین جو قدیم الایام سے چلا آتا تھا اِس نے کامیابی کے ساتھ ایک بڑا بھاری انقلاب پیدا کر دیا۔ مگر باوجود اُس کے لڑنے جھگڑنے اور رد و قدح کیجانب کبھی توجہ نہ کی بلکہ اِس بارے مین یہان تک دعویٰ کیا جاسکتا ہے کہ قدما کی تصنیفون کے خلاف اُسکے تمام تصانیف مین ایک جُملہ بھی ایسا نہین ملتا جس مین جرح و تردید کی شان پائی جاتی ہو۔ اِس نے اپنے کُل خیالات اور سارے فلسفہ کے ظاہر کرنے کا بس یہی عنوان رکھا ہے کہ "یہ وہ خیالات ہین جو میرے ذہن مین آئے۔ انھین ترازوے عقل مین تولو۔ اور اِس کے بعد چاہو اختیار کرو چاہو چھوڑ دو"

فرانس کے بادشاہ چارلس ہشتم کی مہم کی نسبت بورجیا نے کہا کہ فرانسیسیون نے مملکت ایطالیہ کو فولادی تلوارون سے نہین بلکہ صرف کھریا کی مدد سے فتح کیا۔ اس لیے کہ کسی مقام پر فوجی قبضہ قائم کرنے کے لیے اُنکو سب سے زیادہ ضرورت اِس امر کی پیش آئی تھی کہ جن مقامات پر قیام کرنا ہو وہان کے مکانون کے دروازون پر کھریا سے نشان بنا دیے جائین بیکن نے اکثر جگہ بورجیا کے اِس قول کو نقل کیا ہے اور پسند کرتا تھا کہ دانائی کی دنیا پر جو فتح اُسے حاصل ہوئی اُس کے لیے اِسی مثال کو پیش کرے۔ اُس کا قول ہے کہ "میرا فلسفہ ایک مہمان عزیز کی طرح آیا ہے۔ دشمن کی

ہاتھ نہین آیا۔ یعنی اُسے مین سنے لڑ جھگڑ کے اور زبان آور یان کر کے نہیں حاصل کیا ہے۔ اُسے (یعنی فلسفہ کو) میرے یہان آنے مین کوئی دشواری نہین پیش آئی کسی قسم کا جھگڑا نہین ہوا۔ اسلیے کہ ہر خیال اپنی وضع وحالت کے لحاظ سے اُسکے استقبال کو تیار تھا"

اِس طرز عمل اور فلسفہ کو اِس شان سے دکھانے مین ہم سمجھتے ہین کہ بیکن نے نہایت ہی دانائی سے کام لیا ہے اُس نے فلسفہ مین جو صلح پسندی کی یہ شان دکھائی اِس کے دو سبب تھے اول تو اسلیے کہ جیسا وہ خود کہتا ہے اُسکے اسکول اور قدمائے مخالفون کے اسکول مین اِتنا عظیم الشان اور زمین آسمان کا فرق تھا کہ کوئی ایسی عام بنیاد نہین ملسکتی تھی جس پر کسی قسم کا ردّ و قدح ہوتا یا مباحثہ کی لڑائی لڑی جاسکتی دوسرے یہ کہ اُسکی طبیعت جو بہ ظاہر نہایت ہی غور پسند اور اِس سے بھی زیادہ دھیمی اور وسیع الخیال تھی نیز بلحاظ اپنی سرشت و مذاق کے اور نیز بہ حیثیت تعلیم و عادت کے زبانی لڑائی کے بالکل مناسب نہین واقع ہوئی تھی۔

گر مناظرے کی شان نہ اختیار کرنے کی وجہ سے یہ نہ خیال کرنا چاہیے کہ اُس کی تحریر کم زور ہے اگرچہ اُس نے اپنے فلسفہ کے ہاتھ مین منطق کا ہتھیار نہین دیا۔ مگر اُس نے اُسے فصاحت و بلاغت کے نہایت ہی اعلی زیور سے آراستہ کر دیا ہے۔ اُسکی فصاحت پر اگرچہ اُس کے عہد کی بدکاری کے مذاق کا رنگ نہین چڑھا ہوا ہے۔ مگر یہ اُسی کے لیے مخصوص تھا کہ اِس پھیکے پن کے ساتھ بھی علم انشا و بلاغت مین اُسے بہت اعلی درجہ مِلا ہے۔ الفاظ پر اُسے حکومت حاصل تھی۔ اور اِس امر مین خاص ملکہ اور کمال تھا کہ خیالات کو نہایت

عمدگی سے سمیٹ کے اور خوب کس کے ایک چھوٹے صندوق مین بند کر دے اور اِس قابل بنا دے کہ بآسانی دوسری جگہ لے جائے جا سکین یا ایک ذہن سے دوسرے ذہن تک منتقل کیے جائین۔ خیالی اور ذہنی چیزون کے لیے وہ جس آسانی سے اور جیسی محسوس تشبیہ پیدا کر لیتا ہے حیرت ناک ہے۔ مثلاً کہتا ہے "ایک مرض متعدی جس وقت بڑھ رہا ہو اور رو بہ ترقی ہو متعدی ہونے کی زیادہ صلاحیت رکھتا ہے بمقابلہ اُس حالت کے جبکہ وہ مرض انتہائی درجۂ ترقی پر پہونچ کے پوری شدت حاصل کر چکا ہو" پھر کہتا ہو "یہ اصول جس طرح علم طب مین صحیح ہے اِسی طرح انسانی اخلاق مین۔ ہم دیکھتے ہین کہ بازاری لُچے شہدے جنکی بدکاریون نے اُنھین مہذب سوسائٹی سے بالکل علٰحدہ کر دیا بمقابل اُن لوگون کے کم مضرت رسان ہین جو بگڑنے لگے ہین اور پوری طرح نہین بگڑ چکے ہین اور جن کے تمام عمدہ اوصاف ہنوز فنا نہین ہونے پائے ہین" ایک ذوق سخن رکھنے والا سمجھ سکتا ہے کہ یہ کس قدر مکمل اور حیرت مین ڈال دینے والی تشبیہ ہے۔

اِسی طرح ایک اور جگہ کہتا ہے "سُرون کا اختلاف دور ہونے کے بعد جب سب سُر مل جائین اور ہم آہنگی پیدا ہو جاے تو موسیقی مین نہایت دلکشی ظاہر ہونے لگتی ہے" پھر اُسکے بعد بتاتا ہے کہ "یہی حالت عشق و محبت کی ہے"

اس مین ذرا بھی شک نہین کیا جا سکتا کہ ہر قسم کی مناسب دلچسپ تشبیہین ڈھونڈھ لانے مین اُسکی طبیعت بہت حاضر اور نہایت تیز تھی۔ تشبیہین دو قسم کی ہوتی ہین ایک تو وہ جو نہایت ہی مکمل ہوتی ہین اور دلائل کا کام دیتی ہین۔ دوسری وہ جو صرف

صرف توضیح یا کسی امر کے ذہن نشین کرنے کی غرض سے بیان کی جاتی ہین عام اہل ہیں کہ کہتی ہی ناقص ہون۔ ہم اِن دونون قسم کی تشبیہون کو اصلی اور خیالی تشبیہون کے نام سے نامزد کرین گے۔ بڑے بڑے نامی گرامی اور مشہور و معروف انشاپردازون مین ایسے لوگ ملین گے جو اِن دونون قسم کی تشبیہون کو ایک دوسرے سے امتیاز نہ کر سکے اور یہی بے امتیازی ایک حد تک ہم بیکن کی تحریرون میں بھی پاجاتے ہین۔ ایرنیوس اور اوریجن جن کا شمار دین عیسوی کے دور اولین کے بڑے مستند دلیون اور ائمہ مین سے اُن کے عہد سے لے کے اِس وقت تک ایک قرن بھی ایسا نہین گذرا جس مین بڑے بڑے علماے ملت عیسوی اور مدعیان علم الٰہیات نے کتب آسمانی کے ادنے ادنے بیانون کو نہایت لغو طور پر نہ استعمال کیا ہو۔ اور اِس غلطی مین محض اسوجہ سے مبتلا ہوئے کہ صحیح تشبیہ اور ناقص تشبیہ مین امتیاز نہ کر سکتے تھے۔

یہ نہایت ہی عجیب بات ہے کہ قدما کی اِس غلطی کو بیکن نے بھی بتایا ہے مگر ایسے الفاظ مین جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ گویا خود اپنے آپ کو بھی اِس مین مبتلا تسلیم کرتا تھا۔ وہ اپنے شاندار الفاظ اور اپنے عالمانہ داب سے کہتا ہے۔ "یہ (تشبیہون مین صحیح امتیاز نکر سکنا) حیلہ جو طبیعتون کا ایک عیب ہے کہ خفیف ذرا سے چیزون کو بہت زیادہ وقعت دا امتیاز دیدین۔ اور بعینہ اِسی طرح یہ رسا اور بے عیب ذہنون کا بھی عیب ہے کہ کم حقیقت و ادنے مثال کو بہت زیادہ وقعت کے ساتھ پیش کرین۔" اِس کے بعد کہتا ہے "یہ آخری میلان طبع جب انتہا درجے کو پہونچتا ہے تو انسان کو اِس امر پر آمادہ کر دیتا ہے کہ اصلی چیز کے عوض اُسکے

سنانے کو پکڑنے لگے۔

باوجود اس عیب کے جو فن تحریر کی دنیا مین ہنر خیال کیا جاتا ہے ہم اس بات کی آرزو نہین کر سکتے کہ بیکن مین مذاق انشا پردازی اس سے کچھ کم ہوتا یعنی ایسی ناکمل تشبیہون کو چھوڑ کے وہ اپنے کلام کا لطف کم کر دیتا۔ اسلیے کہ اگر اُس لُطف نما عیب سے قطع نظر کر لیا جاے جو اُسکے دلچسپ کلام سے حاصل ہوتا ہے تو ہم دیکھتے ہین کہ وہ واقعات کے ایک بہت بڑے وسیع دائرے پر تصرف کرتا ہے اور صرف اِسلیے کہ پوشیدہ حقیقتون کو واضح و آشکارا کر دے۔ جس حقیقت مین لُطف نہ آتا ہو اُسے دلچسپ بنا دے۔ جس سچائی کا اثر دلون پر صرف چند روز کے لیے پڑ سکتا ہو اُسے ہمیشہ کے لیے نقش کر دے۔

بیکن مین شاعرانہ مذاق بھی تھا۔ مگر انشا پردازی کے مذاق کی طرح اُس درجے کو نہین پہونچ گیا تھا کہ استدلالی قوت پر غالب آجاتا۔ اُسکی متحمل و صابر طبیعت کا تقاضا تھا کہ کوئی خیال یکایک اِس قدر غالب آجاتا کہ اُسے مغلوب کر دے۔ اِسی کا نتیجہ تھا کہ اُس نے جب کسی چیز کی طرف توجہ کی تو ذوق صحیح کے تقاضے سے۔ اور علی ہذا القیاس ذوق صحیح کے پہلے ہی روکنے پر فوراً رک بھی گیا۔ لیکن باوجود اِس کے کہ اُس کا ذہن ذوق صحیح کی اطاعت مین ایسے غیر معمولی نمونے دکھاتا ہے۔ اِس سے انکار نہین کیا جا سکتا کہ اُس مین جوش تھا۔

اصل یہ ہے کہ بیکن کی زندگی کا زیادہ حصہ خیالی دنیا مین گذرا تھا۔ ویسی عجیب و غریب چیزین جیسی کہ الف لیلہ کی داستانون مین بیان کی گئی ہین ویسی ہی خیالی عمارتون مین جو الہ دین کے محل سے کچھ بڑھی چڑھی ہوتی تھین۔ اور ویسے ہی

فواروں کے کنارے جو پریزاد کے سنہرے پانی سے زیادہ حیرت انگیز تھے۔ اُس کی سواری رو جیروسے کے ہیپو گرف سے بھی زیادہ تیز تھی۔ اُس کے اسلحہ تاج الملوک کی لکڑی سے بڑھ کے پُر ہیبت تھے۔ اور اُس کے علاج اُن سیب سے بھی زیادہ پُر تاثیر اور اکسیر تھے جس سے الف لیلہ کے شاہزادہ احمد نے اپنی چچا زاد بہن اور معشوقہ کو اچھا کیا تھا۔

لیکن باوجود اِن سب باتوں کے اُسکے خواب پریشان مین کوئی وحشیانہ اور غیر مانوس چیز نہ تھی۔ اور نہ کوئی ایسی بات ملتی ہے جس کو استدلال کی دنیا سے منظوری نہ مِل گئی ہو۔ وہ جانتا تھا اور خوب اطمینان کے ساتھ سمجھ گیا تھا کہ جو رموز نیچر کی کتاب اور قدرت کے صفحوں پر لکھے ہوئے ہین اگر وہ امتداد زمانہ اور صبر کے ساتھ غور کرکے پڑھ لیے جائین تو اُن کے سامنے وہ تمام عجیب و غریب راز جنھین شعرا و افسانہ نویس جادوگرون ہی کی کتاب مین مخفی سمجھتے ہین ہیچ ثابت ہون گے۔ اُس کا خیال ہے کہ اُسکے الفاظ نے اگر انسان کے دل مین اچھی طرح جگہ پیدا کر لی تو چند ہی روز مین ایسا عجیب و غریب اثر یا تماشہ دکھائین گے کہ ضعیف الاعتقادی کے ہاتھون مرلن اور مشائخ کے منترون سے بھی نہ نظر آیا ہوگا۔

یہ خیالی محل اور مقام تھا جہان وہ اپنے خیال کو صرف کرنا چاہتا تھا اُسکے فلسفہ کے رواج کے بعد دنیا جیسی ہو جانے والی تھی اُسکی تصویر کو اپنی آنکھون

ع۔ کہانی کا ایک فرضی جانور جو آدھا گھوڑا اور آدھا گدھ تھا۔ پر وغیرہ رکھتا تھا۔ بہت تیز جاتا تھا۔
عہ یورپ کے مشہور جادوگر تھے۔

کے سامنے کھینچنا وہ بہت پسند کرتا تھا۔ انھین خیالات کو اپنے شاندار الفاظ مین یون تعبیر کرتا ہے کہ "وہ انسانی شاہنشاہی کی قلمرو وسیع ہو جائے گی" اِس موقع کے مناسب ہم اُسکی بہت سی عبارتین نقل کر سکتے تھے لیکن تطویل کے خوف سے چھوڑے دیتے ہین۔ اُن مین سب سے زیادہ دلچسپ وہ سلیمان کا گھر ہے جس کا نقشہ اُس نے اپنی کتاب "نیو اٹلینٹیس" مین کھینچا ہے۔ یہ مشہور بیان غالباً بیکن کے بہت سے معاصرون کے نزدیک اور نیز اکثر ہمارے ہم عصرون کے خیال مین بھی ایک بے عقلی کی لاف زنی یا مسند باد جہازی کے سفرون کا جواب خیال کیا گیا ہوگا۔ مگر سچ پوچھیے تو ان تمام عبارتون مین جو انسان کے ہاتھ سے لکھی گئین کوئی فقرہ اِس قدر ممتاز اور سراسر دانائی نہ ثابت کیا جا سکے گا جس قدر کہ یہ جملہ ہے۔

بیکن کی طبیعت اور سرشت کی تاریخ مین ایک یہ بات بھی نہایت اہم ہے کہ اُسکے قویٰ کس ترتیب سے اور کس طرح اپنے آپکو آگے بڑھاتے اور پھیلتے تھے۔ یہ اُسی کی کوشش کی برکت تھی کہ انسانی کامیابی کے درخت مین پہلے پہل پھل آیا۔ اور ایسا پھل جو ہمیشہ باقی رہیگا۔ لیکن اس کے ماننے مین کسی کو عذر نہ ہوگا کہ اِس درخت مین کلیان بہت دیر کو آئین۔ اگر عام طور پر غور کیا جائے تو خیال محض اور تحقیق کے بڑھنے اور مزاج پکڑنے مین وہی نسبت ہے جو ایک لڑکے اور ایک لڑکی کے بڑھنے قوائے طبعی حاصل کرنے اور بلوغ کے درجہ تک پہونچنے مین ہے۔ خیال کو اپنی خوبیان اور ترقیان حاصل کر لینا اور بارور ہو جانے کے لیے تھوڑا ہی زمانہ درکار ہے۔ اور چونکہ وہ پہلے ہی پختگی حاصل

کرلیتا ہے لہذا اُس مین انحطاط بھی پیشتر ہی سے شروع ہو جاتا ہے بعض چیزون مین تو یہ حال ہے کہ ہنوز پورا کمال بھی نہین حاصل ہونے پایا تھا کہ انحطاط شروع ہوا۔ بہار جاتی رہی اور بالکل پژمردہ و خزان رسیدہ ہوگئین۔ یہی حال لڑکے کے مقابلہ مین لڑکی کے نشو و نما پانے کا ہے۔

ایسا بہت ہی کم ہوتا ہے کہ خیال اور تحقیق ایک ساتھ نشو و نما پائین۔ اور یہ تو بہت ہی کم ہوتا ہے کہ تحقیق کو خیال سے زیادہ نشو و نما ہو۔ یہ خاص بات اگر کہین تھی تو خود بیکن کی ذات مین۔ اپنے بچپن مین عام لوگون کے خلاف وہ بہت ہی دھیما اور خاموش نظر آتا ہے۔ اِس عظیم الشان کام یعنی فلسفہ کی اصلاح و تجدید کا منصوبہ بعض مصنفین کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ پندرہ برس کی عمر سے بھی پیشتر اُسکے دل مین پیدا ہو چکا تھا۔ اپنی پہلی تصنیف پیش کرتے وقت اُس نے اِسقدر دانائی کے ساتھ غور و خوض کیا۔ اور تحقیق مین اِسقدر دقیقہ سنجی ظاہر کی۔ معلوم ہوتا ہے یہ اُس کی زندگی کا سب سے پچھلا اور آخری کام تھا۔ مگر فصاحت و بلاغت۔ شیرین بیانی۔ وسعت الفاظ۔ تکمیل استعارات و تشبیہات کے لحاظ سے دیکھیے تو اُسکی آخر عمر کی تصنیفین بہت بڑھی ہوئی ہین۔

اِس امر کا اندازہ کرنے کے لیے بہتر ہوگا کہ بیکن کی مندرجۂ ذیل دو عبارتون پر غور کیا جائے۔ ۱۶۰۵ء مین اُس نے لکھا تھا: ”حیلہ جو مطالعۂ کتب کو حقیر جانتے ہین۔ سادہ مزاج پسند کرتے ہین اور عقلمند اُس پر عمل کرتے ہین۔ اسلیے کہ خود مطالعہ اپنے اوپر عمل کرنے کی تعلیم نہین دیتا ہے۔ یہ ایک لیاقت ہے جو مطالعہ کے علاوہ ہے۔ اور صرف غور و تعمق سے حاصل ہو سکتی ہے۔ تردید کی غرض سے کتب بینی نہ کرو۔ نہ یقین کرنے کی نیت سے۔ بلکہ اندازہ کرنے اور غور کرنے

کے لیے بعض کتابین صرف مزہ لے لینے کے لیے ہوتی ہین۔ بعض نگل جانے کے لیے۔ اور بعض چبانے اور ہضم کرنے کے لیے۔ کتب بینی ایک کمل انسان بناتی ہے لکھو دنیا طبیعت کو حاضر اور تصنیف انسان صحیح۔ اس بنا پر اگر انسان تھوڑا بھی تصنیف کرے تو اُس کا حافظہ اچھا ہوگا۔ اگر تقریر کرنے کی تھوڑی سی مشق کرے تو جربتہ گو ہوگا۔ اور اگر تھوڑا مطالعۂ کتب کرے تو جن چیزون کو نہ جانتا ہو اُن کا علم حاصل کر لینے مین اچھا سلیقہ مند اور ہوشیار ہوگا۔ تاریخ انسان کو دانا۔ شاعری باندا ق۔ ریاضی چالاک۔ فلسفۂ طبعی گہرا۔ علم اخلاق متین منطق و فصاحت مناظرہ و مباحثہ مین مشاق و ہوشیار بناتے ہین ؎

اب اسکے بعد اُنکی اُس عبارت کو دیکھو جو ۱۶۲۵ء مین شایع ہوئی تھی: ——

کامگاری کتاب عہد عتیق (تورۃ) کی برکت ہے۔ اور بدبختی کتاب عہد جدید (انجیل) کی برکت جو بہت بڑی رحمتون اور خدا کی مہربانی کے واضح نمونون کو ہم سے چھین لیتی ہے۔ تاہم کتاب عہد عتیق مین بھی اگر تم حضرت داؤد کے چنگ کا نغمہ سنو تو ایسے بہت سے مذہبی راگ سننے مین آئین گے جو جنازے کے ساتھ گائے جاتے ہین۔ اور روح القدس کے قلم نے جناب سلیمان کی دولت مندی و خوش اقبالی بیان کرنے کے مقابل حضرت ایوب کی مصیبتین اور اُن کا صبر شکر ظاہر کرنے مین زیادہ محنت کی ہے۔ کامگاری بغیر بہت سے خطرون اور بے لطفیون کے نہین ہے۔ اور یہی طرح نہ بدبختی بغیر بہت سی تسلیون اور امیدون کے ہے۔ سوئی کے کام اور کاڑھنے کے فن مین ہم دیکھتے ہین کہ ایک ماند اور بدرنگ زمین پر شگفتہ اور عمدہ کام بمقابلہ اُس میلے اور بدنما کام کے جو اچھی اور روشن زمین پر

پر بنا ہو زیادہ لطف دیتا ہے۔ لہٰذا دل سے کے شگفتون کا اندازہ نظر کے شگفون سے کر و لیقیناً نیکی قیمتی خوشبوؤن کے مثل ہے جو جتنی زیادہ کچلی اور ملی دلی جائین زیادہ مہکتی ہین۔ اسلئے کہ کامگاری معصیت کو خوب ظاہر کرتی ہے۔ اور بدبختی نیکی کو۔" بکین کی زیادہ شہرت اُس کے ایس سیز (مضامین) کی وجہ سے ہوئی۔ اُسکی معرکہ آرا کتابون "نووم آرگینم" اور "وی ایڈونٹس" کا تذکرہ تو بہت آتا ہے مگر پڑھی کم جاتی ہین۔ اِس سے انکار نہین کیا جا سکتا کہ مذکورہ کتابون نے نوع انسان کی قدیم اور متداول راے پر بہت بڑا اثر ڈالا۔ مگر یہ برکت خود اُن کتابون کی نہین بلکہ اُن کے ایڈیٹون اور راویون کی کوشش کا نتیجہ ہے۔ یہ خیال اگر یون ادا کیا جاے تو شاید زیادہ ذہن نشین ہوگا کہ اِن تصانیف نے اُن عقلون کو حرکت دی جنھون نے ساری دنیا کو حرکت دے دی۔ مگر ان دقیق کتابون کے خلاف یہ عام کامیابی صرف "ایس سیز" ہی مین ہے کہ اُن پر معمولی پڑھنے والون کی نظر پڑتی ہے۔ اور تھوڑی لیاقت والون کی نگاہ کو بھی بکین کی طبیعت کی خوبیان نظر آتی ہین۔

اِن مضامین کے ذریعہ سے گویا اُس نے ایک ظاہری اور عام مذاق کا اسکول کھولا ہے۔ جہان وہ معمولی اور سیدھے سادے آدمیون سے اُنھین کے مذاق کے مطابق اور اُنھین کی زبان مین باتین کرتا ہے۔ اور اِس سادگی و صفائی سے کہ ہر اعلے و ادنے بخوبی سمجھ لیتا ہے۔ پھر لطف یہ کہ اِس اسکول مین وہ بحثین بھی وہی چھیڑتا ہے۔ جن مین سب کو یکسان لطف آتا ہے۔ اِس عام فہم طریقے سے اُس نے اُن لوگون کو جو اِس مین ذرا شک نہین کہ غلط فہمی مین مبتلا ہو کے اُسکی

نسبت غلط رائے قائم کرتے ہیں قابل بنا دیا ہے کہ جدید فلسفہ کے متعلق خود ہی سمجھ کے اُسکے خیالات کا فیصلہ کرین - واقعی بیکن کے "ایسیز" نے دُنیا پر بہت بڑا اثر ڈالا - انھین کی برکت ہے کہ کئی صدیون سے پڑھنے والون کی ایک جماعت عظیم اس امر کی معترف رہی ہے کہ جس شخص نے اُن کے مذاق کی باتون مین اس لیاقت سے بحث کی ہے ہر طرح اور ہر حیثیت سے مدح وثنا کا مستحق تھا -

بیکن کی سب سے اہم تصنیف "نووم آرگنم" کا پہلا مقالہ ہے - جس مین اُسکی عجیب و غریب طبیعت کے تمام خصائص اور اُسکی کل خوبیان نظر آتی ہین کتاب کے ہر حصہ مین ایک پُر لطف مذاق بھی موجود ہے - مگر وہی مذاق جو صرف اس لیے ہے کہ سچائی کو ذہن نشین اور آراستہ کرے - کسی کتاب نے کبھی اصول تحقیق مین ایسا انقلاب عظیم نہین پیدا کیا - اتنے تعصبات کو بیخ و بُن سے اُکھاڑ کے نہین پھینکا - اور اتنی نئی باتین انسان کے سامنے نہین پیش کین جتنی کہ اس ہمیشہ زندہ رہنے والی کتاب نے - پھر اس کے ساتھ نہایت ہی حیرت و استعجاب سے یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ کبھی کسی کتاب مین مباحثہ اور رد و قدح کا اتنا کم جوش نہ تھا - اس کتاب کی نسبت اس جملہ کا کہنا بالکل ٹھیک ہے کہ وہ بجائے لوہے کے صرف کھریا سے فتح کرتی ہے - مسئلہ کے بعد مسئلہ ذہن مین اُترتا چلا جاتا ہے اور اس شان سے کہ کسی فتح یاب حملہ آور کی طرح ذہن مین نہین داخل ہوتا بلکہ نہایت ہی عزیز مہمان کی طرح - ہر دل کسی سچے دوست کے مثل اُسے شوق سے قبول کرتا ہے - اور اگرچہ پیشتر سے بالکل شناسائی نہو مگر ذہن مین آتے ہی مانوس بنجاتا ہے لیکن جو چیز ہمین سب سے زیادہ متحیر کر دیتی ہے اور جسے ہم بیان نہ

کرتے ہین وہ اُس کی جودت ذہن اور اُس کی طبع رسا کی حیرت انگیز لیاقت اور وسیع حکومت ہے۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ جیسے وہ یکایک بغیر کوشش کیے فلسفہ اور سائنس کی ساری حکومت اپنے ہاتھ مین لے لیتا ہے۔ اور گویا گزشتہ موجودہ اور آیندہ تینون زمانون پر حکومت کر رہا ہے۔ گزشتہ دو ہزار سال کی تمام غلطیان اور لغزشین۔ موجودہ عہد کے تمام ہمت بندھانے والے آثار و علامات آنیوالے دور کی تمام روشن امیدین سب اُس کے حکم کی تابع ہین۔

گولی نے جو باوجود فلسفۂ جدید کے مخالف ہونے کے بیکن کا بڑا پُرجوش معترف تھا اپنی ایک مشہور اور نہایت عمدہ نظم مین بیکن کو حضرت موسیٰ کے مثل بتایا ہے جبکہ وہ جبل پسغہ کی چوٹی پر کھڑے ارض موعود کے وسیع مرغزارونکو دیکھ رہے تھے۔ اور یہ حالت تھی کہ پیچھے بالو کے میدان تھے۔ وحشت ناک سناٹا تھا۔ اور کھاری پانی لہرین لے رہا تھا۔ جس مین نسلون پر نسلین غرق ہوگئین اور پتہ نہ لگا۔ یہ پانی اگرچہ ہمیشہ متحرک رہتا ہے مگر کبھی آگے نہین بڑھتا نہ کبھی فصل تیار ہوتی ہے۔ اور نہ کوئی شہر آباد ہوتا ہے۔ الغرض پیچھے تو یہ حالت ہے۔ اور سامنے ایک نہایت ہی اچھی زمین ہے۔ جو ارض موعود ہے جس مین دودھ اور شہد بھرا ہوا ہے۔ لیکن جسوقت حضرت موسیٰ اس ارض موعودہ کا منظر دیکھ رہے تھے سب ہمراہی نشیب مین تھے۔ اور صرف خوفناک ریگزار اور بالو کے ٹیلون کے سوا اُن کی نظر کے سامنے کچھ نہ تھا۔ وہی سراپا وحشت ریگزار جنمین وہ مدت سے خاک اُڑاتے پھرے تھے۔ اور یہ حالت نظر آتی رہی تھی کہ گویا قید ہین۔ اسلیے کہ آسمان کے کنارے چارون طرف نزدیک اور محاصرہ کیے ہوے دکھائی دیتے

تھے۔

ایک مسیحی شاعر کو اختیار ہے کہ جسکی مثال مین جس بڑے سے بڑے شخص کو چاہے لا کے قائم کر دے۔ مگر ہم مسلمان ہین۔ شرک کے دشمن۔ توحید کے دلدادہ اور سچے پیغمبرون کا ادب کرنے والے۔ ہمارا یہ کام نہین کہ لارڈ بیکن کے ایسے شخص کے مقابلہ مین جس پر بہت سے اخلاقی و دینی الزام لگائے گئے اور لگائے جا سکتے ہین حضرت موسی کے ایسے جلیل القدر پیغمبر کو قائم کرین۔ تاہم اس مین کوئی شک نہین کہ دنیا کو جو کچھ ترقی ہوئی۔ سائنس یعنی طبعیات نے جو جو کمال دکھائے اور انسان کو خدا کی وسیع مخلوق پر جو پورا پورا تصرف حاصل ہوا یہ سب لارڈ بیکن ہی کی کوشش کا نتیجہ اور اُسکے پیدا کیے ہوئے عظیم الشان انقلاب کی برکت ہے۔ فلسفہ بہت دنون پہلے سے تھا۔ اور فلسفی بھی ایک سے ایک بڑھ کے باکمال ہوتے آئے تھے۔ مگر تمدن انسانی بلکہ عام طور پر کہا جائے کہ دنیا کو کبھی کسی کے ہاتھ سے اتنا فائدہ نہین پہونچا تھا جتنا کہ بیکن کے ہاتھ سے پہونچا۔

بیکن نے اپنی فلسفہ کے نتیجہ مین جن کامیابیون اور ترقیون کی امیدین ظاہر کی ہین اُن کے اندازہ کرنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے وہ ایک جنت کو خواب مین دیکھ کے اور اُسکی تمنا کر کے مر گیا۔ مگر جس جنت کا خاکہ اُس کے خیال نے کھینچا تھا وہ اُسی کی آرزوؤن کے مطابق بن کے تیار ہو گئی۔ ہم اُس مین بیٹھے ہین۔ کامیابی و سرسبزی کے باغ ہماری آنکھون کے سامنے لہلہارہے ہین معجزنما قوتین ہمارے تابع فرمان ہین۔ مہینون کا راستہ گھنٹون مین طے کرتے ہین۔ جہان تک پوری عمر صرف کر کے بھی نہ پہونچ سکتے تھے منٹون مین اپنی

نہریں بہہ رہی ہیں ۔ ہر قسم کا سامان عشرت ۔ ہر طرح کی دلچسپیاں اور ... سہارا بنا ہوا
بر جمع ہیں ۔ مگر افسوس وہ محسن جس نے اس عمارت کا بنیادی ... کا ... او
جس کی برکتیں قیامت تک انسان کو اس کا احسان مند بنائے رہیں گی ۔

اسلامی تاریخ میں ایک سابق الاسلام صحابی کا تذکرہ ہے کہ کسی ...
کے موقع پر جب ایران کی بے اندازہ اور حلوں کے حوصلے ...
دولت مسجد نبوی میں لا کے رکھی گئی ۔ اور ہر شخص اظہار جوش و مسرت ...
آنکھوں میں آنسو بھر آئے ۔ اور جب اس بے محل رقت کا سبب در...
ہی بیتابی کے ساتھ بولے " اس کام (یعنی تبلیغ دین و اعلاء کلمۃ ...
اور حمزہ نے ایک ساتھ شروع کیا تھا ۔ حمزہ اسی کام کی نذر ہو ...
شہید ہوئے ہیں تو کفن کے لیے اتنا کپڑا بھی نہ تھا کہ پورا جسم چھ...
ایسی چادر میں جسے سر کی طرف کھینچتے تو پاؤں کھل جاتے اور ...
کھینچتے تو سر کھل جاتا لپیٹ کے انہیں آغوش لحد کے سپرد کر ...
میں ہوں کہ روم و عجم کی دولتیں میرے سامنے کھنچی چلی آتی ہیں ۔"

بس بعینہٖ یہی حال بیکن کا ہے ۔ اس نے ایک باغ لگایا ... نے
اور سینچنے کی محنت اس نے اٹھائی ۔ اور اس کے پھل آج ہم کھا رہے ہیں ۔